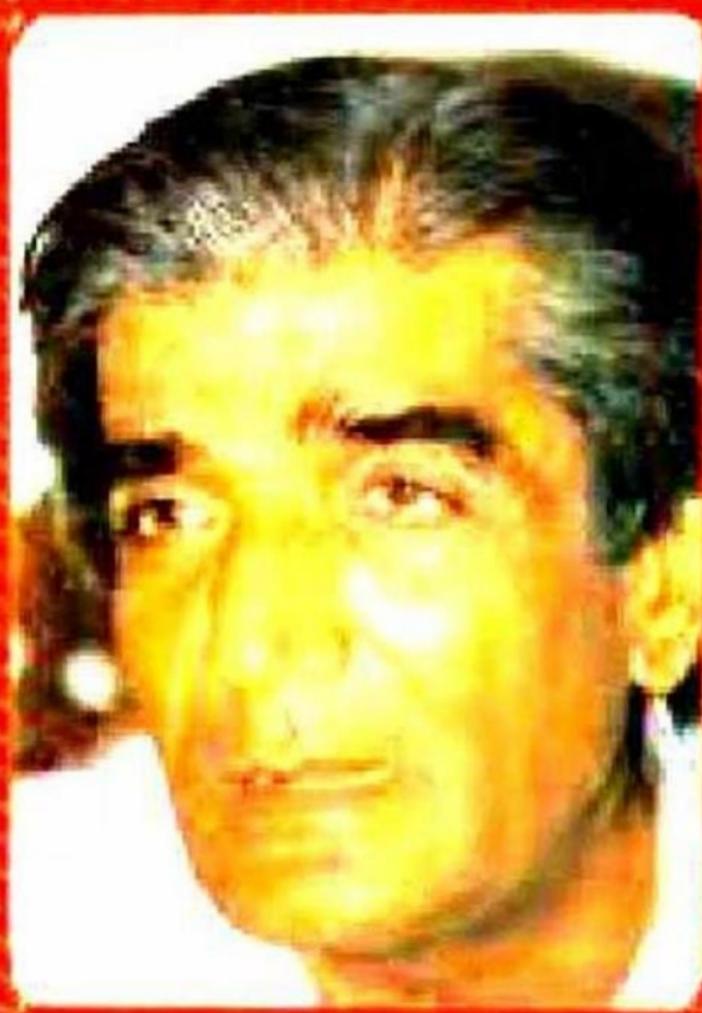


بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



بَاتْ كَبَاتْ



نغم کتابی سنگین ہونیند سے پہلے تک



کائنات کا کوئی نغم ایسا نہیں جو آدمی برداشت نہ کر سکے



مرنے کے بعد زندہ ہونے کی خوشی صرف اس شخص کو ہو سکتی ہے۔ جو اس زندگی میں کوئی کام کر رہا ہو۔ جو اس زندگی میں کوئی کام کر رہا ہو تو اسے مرنے کا کوئی خوف نہیں ہوتا۔



ادب بی قرآن کا حافظہ ہوتا ہے۔ جس نے قرآن کا ادب کیا۔ وہی اس کا حافظہ ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو قرآن تینے سے صاف ہو جائے گا۔



پسندیدہ چیز سے جدائی موت ہے۔ جن کی پسندیدہ چیز یہ موت سے پرے ہیں۔ ان کو مرنا آسان ہے۔ جن کی پسندیدہ چیز یہ یہاں رہ جائیں گی۔ ان کے لئے موت مشکل ہے۔



غصہ ایسا شیر ہے جو تمہارے مستقبل کو بکرا بنایا کر کھا جاتا ہے۔



اگر آپ کے گرد آپ سے کم درجے کے لوگ ہیں تو آپ متمول ہیں۔ اور اگر آپ کے سامنے زیادہ متمول لوگ آ جائیں تو آپ اپنے آپ میں غریب ہو جاتے ہیں۔



اگر ملک کو ایک درخت سمجھ لیا جائے تو ایسا لگتا ہے۔ کہ ہر بامتصد انسان اپنی سہولت کے لئے اس کی ایک آدھ شاخ کاٹ لیتا ہے۔



جن لوگوں نے راز دریافت کیا، انہوں نے بھی راز چھپایا۔



الغاظ کانوں کے راستے دل پر اڑ کرتے ہیں۔ اور دل پر اڑ کے بعد اعضا و جوارج پر عمل کا حکم نازل ہوتا ہے۔ اور یوں انسان کا کردار بنتا رہتا ہے۔



کوشش کو اگر ہاتھی کہہ لیا جائے تو نصیب ابانتیل کی کنگری ہے۔



اگر دل میں محبت آجائے تو زبان میں شانستگی آنا شروع ہو جاتی ہے۔



اگر باطن میں غصہ آئے تو ظاہری و جو د کے چہرے پر تیوری اور نفرت کا اظہار ہوتا
مازگی ہے۔



باطن مصروف عبادت ہو تو ظاہر مخصوصیت کا پیکر بن جاتا ہے۔



اگر مخلص دوست میر نہ ہو تو ضمیر کی آواز حاصل کرنے کا ذریعہ آئینہ ہے۔



جبکہ اکثریت کاذب ہو وہاں صداقت کا سفر کیسے ہو ستا ہے۔



والدین کی آواز میں ضمیر کی آواز کا ہونا اجازی ہے۔



اے موالا ہمارے لئے جو بہتر ہے وہ بن مانگ دے، دے۔ اور جو ہمارے لئے
نامناسب ہے اس کے مانگنے کی توفیق ہی نہ دے۔



ہم نے ہن لوگوں کو اپنی موت کا نم دے کر جاتا ہے، کیوں نہ ان کو زندگی بھی میں کوئی خوشی دی جائے۔



کافر اور مومن میں یہ فرق ہے کہ کافر مجرم کے بعد بھی نہیں مانتا، اور مومن مجرم کے بغیر بھی مانتا ہے۔



آنکھیں جلوے کو دیکھ کر اسے ایک خاص شعور کے ماتحت، جسم کے مختلف حصوں، دل کو، دماغ کو، نفس کو، روح کو، اور قوتِ متحلہ کو نیلی کاست کرتی ہیں۔ آنکھوں کے اس عمل سے عرفانِ ذات کے دلچسپ سفر کا آغاز ہوتا ہے۔



ایک آدمی نے ایک کتاب پڑھلی، وہ ایک فرقہ بن گیا۔ دوسرے نے دوسری کہانی پڑھلی وہ دوسرافرقہ بن گیا۔



چی اقلیت کا ذب اکثریت سے بہتر ہے۔



ابتدائی زمانوں میں پیشے ہزاج کے مطابق بنائے گئے تھے۔ مثلاً معلمہ طریقہ معلم ہوتے تھے۔



ہم اپنے مفاد کو قوم کے مفاد پر قربان کرنا سیکھ لیں تو قوم ترقی کرنا شروع کر دے گی۔



عظیم لوگوں کے ساتھ وابستگی اس وقت خطرناک ہو سکتی ہے۔ جب تک وہ عظیم لوگ
ایک مذہبی زندگی نہ گزار رہے ہوں



ہر اسم اپنے مسمی کے ساتھ را بطر کھتا ہے۔ اور یہ رابطہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔



کلام کے پچھے کلم کی شخصیت ہوتی ہے۔



بے تعلق نصیحت یا بے تعلق تبلیغ ایسے ہے، جیسے زبان غیر میں تقریر کرنا۔



ما یوئی راست کا سب سے بڑا رہنما ہے۔



الله تعالیٰ جانتا ہے، کہ انسان کون سے یعنی پیدا کیا گیا ہے۔ تو غیبات کے نکلنے والے میں انسان شخص جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس جاں سے فتح گئے وہ رحمت کے دائرے میں پناہ پا گئے۔



نمرسو کے لگز اری ہے تو بقیہ کم از کم بیدار رہنے کی تمنا میں لگز اری جائے۔



قرآن پڑھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن جس اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے۔ وہ حسن و طلاق بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا اخلاق ہے۔



جو آج خوش نصیب ہے۔ وہ مگر بھی خوش نصیب ہو گا۔



لوگوں نے سامان کو پکڑ رکھا ہے اور سامان نے لوگوں کو۔



کسی چیز کو رہ کنے کے لئے خود رکنا پڑتا ہے۔



جس سے طاقت ملتی ہے اس سے کمزوری ملتی ہے۔ جس کو سیاست میں عزت ملے گی۔ اس کو سیاست میں ذلت ملے گی۔ جس کو دوست کی طرف سے عزت ملے گی۔ اس کو دوست بھی کی طرف سے ذلت ملے گی۔ اور جس کو اللہ کی طرف سے عزت ملے گی۔ اس کو عزت بھی ملے گی۔ اور اگر ذلت ہے تو اللہ بھی کی طرف سے ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اسے ذلت دیتا ہے۔



اللہ تعالیٰ کا تقریب جنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوری دو زخ ہے، عشق نبی ﷺ جنت ہے۔ اور عشق نبی ﷺ سے دوری دو زخ ہے۔



جب موت سے پہلے موت کا مقام آجھا جائے تو موت کے بعد ملنے والے انعام موت سے پہلے ماننا شروع ہو جاتے ہیں۔



انسان کی ملکیت اس کی مالک ہو گئی ہے۔



ایسی بھی راتیں آتی ہیں۔ کہ رات کٹ جاتی ہے اور سورج نہیں نکلتا، ایسے بھی دن آئے کہ سورج ڈوب گیا۔ رہنمی باقی رہی۔



کوئی انسان اللہ کے بغیر نہیں اور اللہ ہر انسان کے علاوہ ہے۔



گھروالوں کو خوش رکھو اللہ خوش ہو جائے گا۔



خزانے احمد وہ بیس۔ لیکن انسان کے پاس وقت محدود ہے



جس نے اللہ کا راز دریافت کر لیا۔ اس نے یہ بھی کہ اس کی معرفت یہ ہی ہے کہ اس کی معرفت نہیں ہو سکتی۔



اگر آپ کی زگاہ باندھونے سے قاصر ہے تو اپنے پاؤں کے پاس دیکھو۔ کوئی نہ کوئی
چیز آپ کی توجہ کی محتاج ہوگی۔



کائنات سے توجہ طلب کرنا اتنا ہم نہیں، جتنا اس کو توجہ دینا۔



ماضی گیا، فتح ہو گیا، لیکن نہ جاتا ہے نہ فتح ہوتا ہے۔



لوگ دوست کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بحث کوئی میں چھوڑتے۔



جب ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ ہمارا ذکر کرتا ہے۔



یہی دراصل انسانوں کے ساتھ نیک سلوک کا نام ہے، خانی یہی تو کوئی نیک نہیں۔



مجرم وہ ہو گا۔ جو قانون کی زد میں آئے۔ اور جو قانون کی نظر سے فجع جائے۔ وہ مجرم ہی نہیں کہاۓ گا۔ لیکن گنہگار، گنہگار ہے، چاہے لوگوں میں نیکوکاری کیوں نہ مشہور ہو۔



اگر جیب بر ابر ہو بھی جائے تو ذہن بر ابر نہیں ہو گا۔



لوگ حمر ان بننا چاہتے ہیں۔ لیکن بننے ہوئے حمر انوں کے خلاف نفرت رکھتے ہیں۔



عید کی خوشی کسی مال سے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ تور و زہر رکھنے والوں کو نصیب ہوتی ہے۔



زبان وہ بات کہہ دی نہیں سکتی جو سکوت سے بیان ہوتا ہے۔



آپ کسی کے الفاظ یا انگلیوسن کریے بتاسکتے ہیں کہ وہ کس پیشے سے تعلق رکھتا ہے۔



جن دوستوں میں بینہ کر آپ پر خیال آشکار ہوں۔ انہیں دوستوں میں بینہ کر خیال مکمل ہوا کرتا ہے۔



جن کو منشاء الہی میسر ہو، انہیں آہ سحرگابی مکمل ہوتی ہے۔ اور آہ سحرگابی اس کائنات اور باطنی کائنات میں رابطے کا بڑا معتبر ذریعہ ہے۔



اگر عشق زندہ ہو تو نفس کا اثر نہیں ہو جاتا ہے۔



جس قوم سے نالہ شب اٹھ جاتا ہے۔ اس سے سکون اٹھ جاتا ہے۔



موت یہ نہیں کہ سانس ختم ہو جائے۔ اصل موت تو یہ ہے کہ ہمیں یاد کرنے والا کوئی نہ ہو۔



آنکھیں باتی نہیں ہیں۔ صرف دیکھتی ہیں۔ لیکن آنکھوں کے انداز نظر پر سب گویا نیاں نثار ہو جاتی ہیں۔



جب تک پے لوگوں کی اکثریت نہیں ہوتی، جمہوری فیصلے غلط ہیں۔



سلیم: طرفت لوگ سیاست سے گریز کرتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ ہی مظلوم بنا دینے جاتے ہیں۔ سلیم اور حلیم: طرفت لوگوں کو آگے آنا چاہیے۔ کہ سفر کا رخ صحیح ہو۔



چھن جانے کے بعد بہشت کی قدر ہوتی ہے۔



اگر رسول کا فلسفہ صحیح ہے، خوبصورت ہے۔ لیکن اس کی زندگی کی تقلید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔ اس کا فلسفہ سند ہے۔ لیکن اس کی زندگی موتیں کے لئے غیر مناسب ہے۔



اگر آپ کوئی اچھی بات کہیں، اچھا کلام تحریر کریں۔ تو آپ کے لئے ہزار ہا اُنچھے ہوئے ہاتھ آپ کی صحت اور زندگی کے لئے تیار ہو گے۔



اللہ کا کلام کسی اور کے کلام کے مقابلہ میں اتنا ہی بڑا ہے جتنا اللہ خود، اسی طرح پیغمبرؐ کی بات کو باتوں کا پیغمبر سمجھو۔



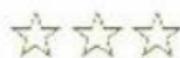
اگر تیری نسبت باقی کے ساتھ ہو گئی تو، تو باقی ہو جائے گا۔ اب تیری نسبت فانی کے ساتھ ہے۔ اس لئے تو فانی ہے۔ فنا سے نسبت اخھا کے بقا میں لگادے تو سب آسان ہو جائے گا۔



اگر تذبذب کو تسلیم میں داخل کر دو تو موت سے پہلے مرنے کی بات سمجھ آجائے گی۔



تصور شیخ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں، اگر شیخ موجود ہوتا تو وہ اس کام کو کیسا ہونا پسند کرتا۔ یعنی یہ ایسی کیفیت ہے کہ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں، شیخ کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مرضی کے مقابل ہو۔



سب سے موزوں نصیحت تو یہی ہے کہ نصیحت سننے والے میں نصیحت کا شوق ہو۔



عام آدمی اپنی ذات کے لئے رحمت نہیں ہو ستا اور سر کار پوری کائنات کے لئے باعث رحمت ہیں۔



اگر صرف باوضو ہو کر انسان سور ہے تو نیند کا عرصہ بھی عبادت گنا جائے گا۔



اللہ کی تلاش میں پہاقدم ہی آخری قدم ہے۔



بے بس کی آنکھ سے دیکھنے والا آنسو کتنی ہی عبادتوں سے فوکیت لے جاتا ہے۔



کبھی انسان، انسان پر مر رہا ہوتا ہے اور کبھی انسان، انسان کو مار رہا ہوتا ہے۔



زندگی ایسا جلوہ ہے کہ جسے پوری طرح دیکھا بھی نہیں جاستا۔ اور پوری طرح چھوڑا
بھی نہیں جاستا۔



کربلا کی شکست فتح کی بشارت ہے۔



ہم جسے تاریکی سمجھ رہے ہیں، یہی صحیح کاذب تو صحیح صادق کا آنماز ہے۔



دنیا کے خلاف فریاد نہ کریں کوشش کریں کہ کوئی آپ کے خلاف فریاد نہ کرے۔



غیبت کے بارے میں ایک دفعہ کسی نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ غیبت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں وہ بات کہنا۔ جو اس کے منہ پر غمیں کی جائیں۔ سائل نے عرض کیا۔ کہ اگر اس کے منہ پر کہہ دیا جائے تو آپ نے فرمایا۔ تو یہ بے حیاتی ہو گی۔



ہم زندگی بھر زندہ رہنے کے فارمولے سمجھتے رہتے ہیں۔ اور جب زندگی اندر سے ختم ہو جاتی ہے، ہم بے لک ہو جاتے ہیں۔



عبدات اس مقام تک نہیں پہنچاتی، جہاں غریب کی خدمت پہنچاتی ہے۔



اسلام میں رہبانیت منع ہے۔ خدا کو چھوڑ کر بندوں میں مصروف رہنا بھی رہبانیت کی ایک شکل ہے۔ اور انسانوں کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہنا بھی ایک طرح کی رہبانیت ہے۔



انسان دوستی اور انسان نوازی تو کی جائے لیکن انسان پرستی نہ کی جائے، پرستش اللہ کی اور خدمت انسان کی۔



جس انسان نے روزہ نہ رکھا ہو تو اس کے لئے عید کی خوشی بے معنی ہے۔ ایک سیاسی اور سماجی ضرورت ہے۔



یہ ملک ایا ہوں جانوں کی قربانی سے بنا ہے، کسی غریب کو کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر اس پر ہندو خلماں کرے یا اس پر مسلمان خلماں کرے۔ غور کرنے کا وقت ہے۔



یا اللہ او ادا کو و الدین کی گستاخی سے بچا۔ او ادا کو و الدین کی نار انگلی سے بچا۔



آنکھیں محبت شناس کرتی ہیں۔ اور زندگی نظر سے نکل کر نظم میں داخل ہو جاتی ہے۔



امیر کی صداقت قوم میں صداقت فکر پیدا کر دیتی ہے۔



نجیج میں درخت کو دیکھنا ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ یہ سعادت بھی عطا نے رحمائی ہے۔



جب عذاب آئے والا ہو تو تو بچھن جاتی ہے۔



اللہ کا عذاب اس وقت تک نہیں آتا۔ جب تک عذاب سے ڈرانے والا نہ آئے۔



سیاست میں سب کچھ جائز ہے۔ اور یہی بات عدل میں ناجائز ہے۔ ہم اپنے نظام عدل کو خدائی نظام عدل کے مطابق بنائیں۔ نہ کہ خدائی نظام عدل کو اپنے تناقضوں کے مطابق۔



جس دل میں حسنو ر گی یاد ہے۔ وہ ہمیشہ قرار میں رہے گا۔ اور جائے قرار بہشت کے علاوہ کیا ہے۔



سب سماں تو ہم سماں۔



اللہ ایک طرف ایسے ایسے ستارے بناتا ہے۔ کہ انسان کے اتصور سے بھی بڑے۔ اور کہیں اتنے بارے کیوں میں تخلیق ہوتی ہے کہ انسانی نظر کی مجال نہیں، کہ الیکٹرون کے اندر ہونے والے جلوؤں کو دیکھ سکے۔



ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص مقرب الہی ہو۔ اور انسان کی محبت سے محروم ہو۔ یہ دعویٰ شیطانی ہے۔ کہ ہم صرف اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ اور انسانوں کی محبت سے کچھ سروکار نہیں۔



دولت عزت پیدا نہیں کرتی، دولت خوف پیدا کرتی ہے۔



پور ضرورت کا نام ہے، بندہ اندر سے بر انہیں ہوتا۔ ضرورت ہی برآ کرتی ہے۔ اور ضرورت ہی نیک کرتی ہے۔ ضرورت نکال دو بندہ ٹھیک۔



ہمارے ہاں وقت یہ ہے کہ جو علماء، صاحبان ہیں، وقت کے تقاضوں سے بے خبر ہیں۔ اور جو لوگ عظیم ہیں۔ وہ احکام شریعت سے غافل نظر آتے ہیں۔



دنیادار کے لئے جہاں صبر کا حکم ہے، وہاں اللہ کے بندوں کو شکر کرنے کا حکم ہے۔



گانے والے کا سوز قلوب کو زندہ کر دیتا ہے۔



نفس کو اکسانے کا عمل آنکھوں سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر انسان ایک درندے کی طرح اپنے شکار کی تلاش میں سرگردیاں ہو جاتا ہے۔



آنکھیت کو صداقت شناس کیا جائے۔ اس میں حق گوئی اور بے باکی پیدا کی جائے۔۔۔
یہ مرحلہ طے ہو جائے تو جمہوریت سے بہتر کیا ہو سنتا ہے۔



ظاہر ضروری نہیں کہ باطن کا عکس ہو۔



خالق کے خیال کو چھوڑ کر مخلوق کے خیال میں گم ہونے والا انسان دین و دنیا کے خسارے میں رہتا ہے۔



دنیا کے عظیم انسانوں میں صرف ایک یا چند صفات کی عظمت ہے۔ واحد عظیم،ستی حسنور اکرم گی ہے۔ ہن کی زندگی کا ہر شعبہ مثالی ہے۔ ہر عمل بے مثال، ہن کی ہر صفت، ہن کی نشت و برخاست، ہن کا جاگنا، ہونا اور ہن کا بولنا، سنتا، باعث تقلید ہے۔



رحمت ہوتی ہی ہے اعمال کو عبرت سے بچانے کے لئے۔



دوسروں کی خامیوں پر خوش ہونے والو، کوئی اپنی خوبی ہی بیان کرو۔



رحمت حق اس شخص کی تلاش میں رہتی ہے۔ جس کی آنکھ پر نم رہتی ہے۔



ہم پیا نے بناتے رہتے ہیں۔ لیکن خود کو ماپنے کا وقت نہیں رکھتے۔



اگر منظر نہ ہو تو نظر کس کام کی۔



ایک سماج میں امیر اور غریب کے درمیان جتنا فاصلہ بڑھتا جائے گا۔ اتنی ہی اس سماج میں کرپشن بڑھتی جائے گی۔



مودن اور بیان کو خوش الحان ہونا چاہیے۔ اچھی دعوت کو اچھے انداز سے پیش کرنا بھی اچھی بات ہے۔ رسم اذان کو روح بانی کی کتنی ضرورت ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کا مشکل ہے۔



انسان کے ذخیرہ الفاظ سے یہ معلوم کرنا آسان ہے، کہ وہ آدمی کون سے علاقے کا رہنے والا ہے۔ اور کون سے پیشے سے تعلق رکھتا ہے۔



اگر معاشرے میں باضمیر پیدا ہو گئے تو مردہ ضمیرہ یہی روپ شہو جائیں گے۔

گناہ کی تلاش بی تو گناہ ہے۔



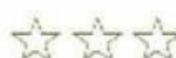
اللہ نے آدم کے لئے شیطان کو نکال دیا۔ اور آدم نے شیطان کے لئے اللہ کے امر کو
چھوڑ دیا۔



باندہ طرت انسان پست حالات سے گزریں ہو بھی ان کا مزاج پست نہیں ہوتا۔



یہ نورِ ظہور سب حضور گا ہے۔ باقی سب عظیم اور صرف دیکھنے کے لئے ہیں۔ تقلید کے لئے نہیں، تقلید صرف اس ذات کی ہے جسے اللہ کی تائید حاصل ہے۔



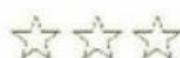
ہر ذطر و خطر ناک نہیں ہوتا۔ ہر سانپ ڈستا نہیں ہے۔



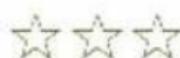
دنیا میں کوئی ایسی انصیحت نہیں جو پہلے نہ کی گئی ہو۔



اسام سے محبت کا دعویٰ کرنے والا! مسلمانوں سے نفرت نہ کرو۔



ہم تو مقاعد رکھتے ہیں کہ لوگ ہمارے تو مقاعد پر پورا اتریں۔ ہمارے تقاضوں کو پورا کریں۔ لیکن ہم خود کسی کی خوانش پر پورے نہیں اتراتے۔



آج کے مسلمان، ہن لوگوں کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کوئی میں اپناتے۔

میری پیاس بجھانے والا پانی کتنے ہاتھوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔



عذاب کی انتہائی شکل یہ ہے کہ لوگوں کے دل سے دولت کی تسلیمیں نکال لی جائے گی۔



مقدس الفاظ کو منزہ زبان میسر نہ ہوتا لفظ اپنی تاثیر کو بینھتا ہے۔



لباس کے اندر ہر آدمی ایک بھی آدمی ہے۔



وہ وقت دو رنگیں۔ جب یہ وقت ختم ہو جائے گا۔



صاحبانِ اقتدار صادق ہو جائیں۔ ہر طرف صداقت ہی صداقت ہو جائے گی۔



جو تم بیس اچھا لگتا ہے، تم بھی اسے ضرور اچھے لگتے ہو۔



کسی پسندیدہ چیز کے چھپن جانے یا کسی ناپسندیدہ چیز کے آجائے کو خوف کرتے ہیں۔



جو شخص ہر وقت ایک بی خیال میں رہے۔ اسے نہ اُنے والے واقعات کا ڈر ہے، اور نہ ماضی میں ہونے والے عمل کا۔



**THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM**

**LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.**



اگر اداو نے مفت حاصل ہونے والا مال گناہ میں لگایا تو اس گناہ کی سزا پیسہ مہیا کرنے والوں کو بھی ملے گی۔



وہ ملک ترقی کرتے ہیں جہاں اداروں کے سربراہ نیک فطرت لوگ ہوں۔



کسی شخص سے اس کی فطرت کے خلاف کام لینا قلم کہا اتا ہے۔



اگر عالی ظرفوں کو عالی مرتبہ بنادیا جائے تو منزل مل جاتی ہے۔



بیماری میں مختلف طرتوں کا اشتراک ہوتا ہے۔ لیکن صحت مند و جوداپنی طرفت کے علاوہ کسی اشتراک میں موجود نہیں رہ ستا۔



اپنی نیک اعمالیوں پر تازہ میں کرتا چاہیے۔ اور اللہ سے عدل کی بجائے فضل مانگتے رہنا چاہیے۔



موت سے پہلے انسان مر نہیں سَتتا۔ اور وقت مقررہ کے بعد زندہ نہیں رہ سَتتا۔



جس انسان نے ماں باپ کو پورش کرتے ہوئے دیکھا۔ اور انہیں نہ ماتا، اس نے خدا کو دیکھے بغیر کیا مانا ہے۔



غریب کے پاس تو اچھے زمانے کے آنے کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن امیر کے لئے برے زمانے کے آجائے کا خوف ہمیشہ سر پر تلوار بن کر لاتا رہتا ہے۔



اگر کسی شخص کی ایک آنکھ کام نہ کرتی ہو تو اسے منہ پر کائنات میں کہنا چاہئے۔ ہر چند کہ یہ صداقت ہے مگر بد تیزی کا مظاہرہ ہے۔



انسان کی اصل طرفت کو بیدار ہونے کے لئے، صحبت صالح درکار ہوتی ہے۔



اللہ عدل کرے تو اس کے آگے بڑے، بڑے جباندار اور جہانگیر لوگ کا نپتے رہیں گے۔



ہر چیز کو عزت کے ساتھ رہنے دیا جائے تو اپنی عزت بھی قائم رہتی ہے۔



فرعون کی زندگی فرعون کا انعام پائے گی۔ موی ہم کی زندگی موی ہم کا انعام پائے گی



بد مزاج ہونا اتنا خطرناک نہیں جتنا بد تمیز ہو جانا، کیونکہ بد تمیز آدمی الفاظ کے غلط استعمال کا مجرم بھی ہے۔



صالح نبیرت لوگوں کو اہم مقامات پر فائز کرنے سے اہم نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔



ہمارا مستقبل جب تک وہ مستقبل ہے، ایک وابسٹ ہے، جب وہ ہمارے پاس آئے گا وہ مستقبل نہیں ہو گا۔ وہ حال ہو گا۔



اللہ کی محبت کی انتہائی عملی شکل اللہ کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور محبت میں ہے۔



یہ سین ممکن ہے کہ آدمی کے پاس مال نہ ہو اور وہ خوشحال ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پاس مال ہو اور وہ بدحال ہو۔



ناظر اس لئے نہیں بدلتی کہ اسے فاطر حقیقی نے نہ بد لئے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔



جو واقعہ ہو چکا، جب مجھے اس کا علم ہوتا ہے تو میرے لئے وہ واقعہ ہو رہا ہوتا ہے۔



اللہ تو وہ اللہ ہے جو بد صورتوں کے عاشق اور خوبصورتوں کے دشمن پیدا کرتا ہے۔



وقت کو وقت سے پہلے سمجھنے کے لئے وقت سے نکلانا پڑتا ہے۔



انسان مجبوری توڑنا چاہتا ہے۔ اور نظرت اسے مجبور رکھنا چاہتی ہے۔ دونوں اپنے اپنے راستوں پر مجبور ہیں۔



دور سے نظر آنے والے مناظر قریب سے ویسے دکھانی نہیں دیتے۔



ہمارا حاصل محدود ہے اور ہماری تمنائیں ایحدہ دیں۔



مجبور ہونا کوئی بری بات نہیں، اور جی پوچھو تو مجبور ہونا کوئی اچھی بات بھی نہیں۔



ماضی اختیار سے باہر ہوتا ہے، مستقبل غیر یقینی ہوتا ہے۔ حال کا نجاح اتنا اہم ہے کہ اس کے ذریعے ماضی بھی درست ہو ستا ہے، اور مستقبل بھی۔ لگنا ہے کہ ماضی، حال، میں تو بکر کے نیک بن جاتا ہے۔ آنے والے اندیشتو بکرنے سے بہتر ہو سکتے ہیں۔



اواید کو زمانہ جدید کے مطابق تعلیم دو۔ تا کہ رزق ماسکیں۔ اور دین کا علم دوتا کہ وہ ہر بادنہ ہو جائیں۔



قباس و قفہ کا نام ہے۔ جو مر نے اور اٹھانے کے درمیان ہے۔ یہ وقفہ ہے مقام نہیں۔



ایک گھر میں پیدا ہونے والے اور ایک دستِ خوان پر پلنے والے، ایک جیسا ذائقہ اور
ایک جیسی نظرت نہیں رکھتے۔



ہماری بینائی کمزور ہو جائے تو چہروں کے چڑائی بجھ جاتے ہیں۔



ایک انسان نے کہا جب مر جانا ہے تو عمل کیا ہے؟ دوسرا نے کہا چونکہ مر جانا
ہے اسی لئے تو عمل ضروری ہے۔

محبت مجبور کو مختار بنادیتی ہے۔



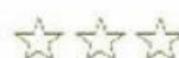
جب تک عوام میں حق پسند، حق طلب، اور حق آگاہ لوگوں کی کثرت نہ ہو۔ جمہوریت ایک خطرناک کھیل ہے۔



بیمار و جو دکے لئے ہر موسم خطرے کا موسم ہوتا ہے۔



ترتی یافتہ مالک وہ ہیں۔ جو خوف پیدا کرتے ہیں۔ ترتی پذیر مالک وہ ہیں۔ جو خوف زدہ رہنے پر مجبور ہیں۔ اور پسمندہ مالک وہ ہیں، جنہیں خطرے کے احساس سے بھی آشنا نہیں۔



دولت کی محبت کم کر دو، اندیشہ کم ہو جائیں گے۔



خطرہ بہر حال اندر ہے باہر نہیں۔



جب قائدین کی بہتانت ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ قیادت کا فندر ان پریدا ہو گیا۔



اکثر اسلام سے محبت کرنے والے اسلام کے نفاذ کے ساتھ اپنا نفاذ بھی مشروط رکھتے ہیں۔



انسان مستقبل کو حال اور حال کو ماضی بنادیتا ہے۔



جس کا حال بدحال ہے وہ کسی کے مستقبل کے خوش حال ہونے کا صور کیسے کر ستا ہے

-



کشتنی بچکو لے کھاری ہو تو اللہ کی رحمت کو پکارا جاتا ہے، جب کشتنی کنارے لگ جائے تو اپنی قوت بازو کے قصیدے کہے جاتے ہیں۔



گناہ ترک کرنے کا ارادہ تو بہ کا حصہ ہے۔



موت سے زیادہ خوفناک ہے موت کا ذر ہے۔



عظمیں انسان بھی مر جاتے ہیں لیکن ان کی موت ان کی عظمت میں اضافہ کرتی ہے۔



موت کا راز یہ ہے کہ ہم کچھ عرصہ اپنی اولاد کے پاس رہتے ہیں۔ اور پھر اپنے ماں باپ سے جاتے ہیں۔ ڈرگس بات کا۔



انسان پر یثائی سے دو چار نہ بھی ہوتے بھی پر یثائی سے آشنا ضرور ہوتا ہے۔



انسان جب اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے پر یثان ہوتا ہے۔ تو حالت بہتر بنانے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔



مریض ہونا غریب ہونے کی ابتداء ہے۔



پریشانی حالات سے نہیں خیالات سے پیدا ہوتی ہے۔



وطن سے باہر بننے والو کو وطن کی یاد پریشان کرتی ہے، وطن میں رہنے والو کو باہر جانے کی تمنا پریشان رکھتی ہے۔



اگر انسان تسلیم کر لے کہ اس کی زندگی کے ساتھ ہونے والے واقعات اور زندگی کا انعام خالق کے حکم سے ہے تو یہ پریشانی ختم ہو سکتی ہے۔



آواز انسان کو دوسروں سے متعلق کرتی ہے، اور خاموشی انسان کو اپنے آپ سے متعارف کرنا آتی ہے۔



جتایا ہوا احسان ضائع ہو جاتا ہے۔



عذاب اور عبرت کے الفاظ سننے میں بھی سخت ہیں، اور سمجھنے میں بھی۔



عوام کے بغیر ملک جغرافیہ ہی تو ہے صرف مٹی۔



جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور اللہ جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔



عبادت وہاں نہیں پہنچاتی جہاں غم پہنچادیتا ہے۔



کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو خوشی کے ساتھ گناہ کرے۔ گناہ بیاری کی طرح اسے کہیں
سے اچھت ہو جاتا ہے۔



گناہ ہر وہ عمل ہے۔ جو تمہارے لئے نقصان دہ ہے۔



جب تک یہ پتا نہ ہو کہ آرزو صحیح ہے یا غلط تو اس کا پورا نہ ہونا بری بات نہیں۔ اچھی
آرزو فرعام ہے چاہے پوری نہ ہو۔



عذاب کی انتہائی صورت یہ ہے کہ عذاب نازل ہو رہا ہو اور لوگ بد مستیوں اور رنگ
ریوں میں مجھوں۔



مہنگائی حد سے زیادہ اور خریداری بھی حد سے زیادہ تجہب عالم ہے۔



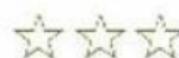
غم چھوٹے آدمی کو تو زدیتا ہے اور بڑے آدمی کو اور بڑا بنا دیتا ہے۔



کل کا انسان عقیدہ توں کا مظہر تھا لیکن آج کا انسان ہر عقیدت اور ہر عقیدے سے آزاد ہے۔



ہمارے پاس بڑے اخبار ہیں، اور وہ خبر کسی اخبار میں نہیں ہوتی۔ جس خبر کی ضرورت ہے۔



ہم نے اپنے آپ کو دمُن کی نگاہ سے کبھی نہیں دیکھا، دمُن کبھی یہ نہیں دیکھتا کہ شیعہ کون ہے اور سنی کون ہے؟



مصلحت اندیش دوراندیش نہیں ہو ستا۔



اس مال ڈاکٹر کی طرح یہ نہ کہنا کہ ہم نے تو اپنا فرض پورا کیا۔ آگے مریض کا مقدر۔



بے باکی میں تعلق قائم رہتا ہے اور گستاخی میں تعلق دُتم ہو جاتا ہے۔



جب زمانہ اُن کا ہو، اور حالات جنگ جیسے ہوں تو بمحروم عذاب کا وقت ہے۔



برے متصد میں کامیابی سے اچھے متصد میں ناکامی بہتر ہے۔



خاموشی دانا کا زیور اور حمق کا بھرم ہے۔



زیادہ بولنے والا انسان مجبور ہوتا ہے کہ وہ حق اور جھوٹ کو ملا کر بولے۔



ہر قدیم کبھی جدید تھا اور ہر جدید کبھی قدیم ہو جائے گا۔



گناہوں میں سب سے بڑا گناہ تو ہشتنی ہے۔



اگر اینہوں میں ربط نہ رہا تو دیوار کو اپنے ہی بو جھ سے گرنے کا اندر یہ احتیجت ہو جائے گا۔



ہمارا ہر وہ عمل جو اللہ کو مار پسند ہو گناہ ہے۔



اخلاقیات دین کا حصہ ہے۔ لیکن دینیات اخلاقیات سے بہت باندھ ہے۔



تو بکاخیال خوش بختی کی علامت ہے۔



اگر تخلیق خالق سے تعلق میں رہے تو سامنہ ورنہ یہی ایک قیامت ہے۔



جو انسان جتنا موثر ہوگا اس کا گناہ اتنا بھی بڑا ہوگا۔



بے موسم پھل اور بے وقت حاصل آخر انسان کو نقصان پہنچا نہیں گے۔



رفتار وہ ہی بھلی جس سے سانس نہ پھولے۔



اگر انسان کو گناہ سے شرمندگی نہیں تو توبہ سے کیا شرمندگی۔



اشکوں کی موتیوں کی مالا ناگم بالا کی خبر آتی ہے۔



گوش مشتاق اس نغمے سے بھی آشنا ہوتا ہے جو بھی ساز میں ہو۔



نیت کا گناہ نیت کی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔



اقرب الہی کے راستوں پر چڑاں کرنے والے موتی انسان کے آنسو ہیں۔



جس پر حسnor مہربان ہوں اسے اللہ کا قرب ملتا ہے۔ اور جس پر اللہ مہربان ہو، اسے حسnor کا قرب ملتا ہے۔



سمندر سے دس دریائیں کال لئے جائیں۔ یادس دریا شامل کر دینے جائیں تو بھی وہ جوں کا توں رہتا ہے۔



اخلاقیات کا دین اور چیز ہے اور دین کی اخلاقیات اور چیز



سب سے بھاری دن وہ ہے جب اعمال کے مطابق انصاف مل جائے گا۔ اور سب سے آسان دن وہ ہے۔ جب تمہیں ایسا انعام ملے۔ جو تمہارا حق نہیں تھا۔



جس دن کی رات آئی وہ دن اچھا تھا۔ اور جس رات پر دن طلوع ہوا۔ وہ رات اچھی تھی۔ اس دنیا میں کوئی رات ایسی نہیں۔ جس پر دن طلوع نہ ہوا ہو۔



وجود گھوڑا ہے۔ اور روح اس کی سوار۔ گھوڑا ااغر نہیں ہوتا چاہیے۔ کہ روح بیچاری پر بیٹھا ہو جائے۔ اور گھوڑا خود سرنہ ہو کہ روح کو گرا کر پلا جائے۔



انسان کے آنسو اس دنیا میں کسی اور دنیا کے نہیں ہیں۔



دنیا کے عظیم انسان ہالہ نیم شب کی داستان ہیں۔



مصمم زندگی کی قدر اس سے پوچھو۔ جس کو خواب اور ادوبیات کے سہارے درکار ہوں۔



سمندر کی طرح صاحبان روح نیم شب کو جا گتے ہیں۔



قوم کو تذبذب میں گرفتار کرنا خلائق عظیم ہے۔



پست خیال انسان اپنے وجد کو پاتتا ہے۔ اور باندھ خیال انسان اپنے وجد کو اجاالتا ہے۔



اگرچھوئی بات کو چھوٹا نہ سمجھا جائے تو کوئی بڑی بات بڑی نہ رہ جائے۔



معمولی انسان سے محبت بغیر معمولی انسان کا ذریں کال دیتی ہے۔



سوال کے آخری حصہ میں جواب موجود ہوتا ہے۔



جو شخص اللہ کے ساتھ حساب نہیں کرتا۔ اللہ اس کے ساتھ حساب نہیں کرتا۔



پر اگندہ خیال سماج میں انتشار پیدا کرتا ہے۔



عقیدے کو ثابت نہیں کیا جاستا اسے تسلیم کیا جاستا ہے۔



بلغ یقین سے محروم ہو تو تبلیغ تاثیر سے محروم ہو جاتی ہے۔



شکستہ جہاز کو کوئی بھی ہوا، بھی راس نہیں آتی۔



روزے کے انکاری جب غید مناتے ہیں تو ان کے چہرے بے نور ہوتے ہیں۔



جس انسان کو اپنے آپ پر یقین نہ ہو۔ وہ خدا پر کیا یقین رکھے گا۔



اگر انسان کا باطن صادق نہ ہو تو صداقت کا نہ ہب اسے کوئی فلاح نہیں دے ستا۔



اگر آپ کسی کو زندگی کی آسانیوں میں شریک نہیں کرتے تو صرف علم میں شریک کرنے کا کیا فائدہ۔



جب اللہ کی رحمت ہو جائے تو انسان اسے اپنا حق کہہ کر اپنی محنت اور اپنی عقل کا پھل سمجھتا ہے۔



بولنے والا وہی بولتا ہے۔ جو سننے والا سننا چاہتا ہے۔



اندیشے کی عمر بیان تک ہے۔



حال کے بدحال ہونے کے باوجود مستقبل کے خوشحال ہونے کی امید ترک نہ کرنی
چاہیے۔



ایک مارکیٹ میں دو کاند ارجح سے شام تک یکساں محنت کرتے ہیں۔ اور شام کو نتیجہ
یکساں نہیں ہوتا۔



انسان اپنے راستے پر صحیح سفر کر رہا ہو تو بھی اسے کسی اور غلط روئی سے دو چار ہونا پڑتا
ہے۔



انسان کے وجود کے کسی ایک حصے کاحد سے بڑھ جانے کا مطلب وجود کی ہلاکت ہے۔ اسی طرح ایک قوم یا ایک ناج کاحد سے نکل جانا و جو دادم کی تباہی کا پیش خیمه ہے۔



تیسری جنگ عظیم کی تعریف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی جنگ نہیں کیونکہ دنیا میں کوئی انسان بھی نہ ہو گا تو جنگ کون لڑے گا۔



جس زندگی میں شوق ہو گا اس میں خوف نہیں ہو گا۔ خوف دوزخ ہے۔ شوق جنت۔



پیدا کرنے والے کی نشانہ کے خلاف جو زندگی ہوگی، خوف زدہ ہوگی۔



ہمارے پاس ہر شے کی کثرت ہے صرف وقت کی تملکت ہے۔



اس سے پہلے کہ ہم سے سب کچھ چھین جائے۔ ہم خود ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔



تکلٰو بھی حیر نہ بھوہرنہ وہ تمہاری آنکھ میں پڑے جائے گا۔



سکون آپ کے علاوہ جگہ کا نام نہیں ہے، اسی جگہ کے اندر خوش ہونے کا نام ہے۔



وہ شخص جو اپنے آپ کو ماحول سے بلند سمجھتا ہے۔ سکون نہیں پائے گا۔ اور وہ شخص بھی جو اپنے آپ کو اپنے ماحول سے بیچا سمجھتا ہے۔ وہ بھی سکون نہیں پائے گا۔



اپنے خیال کی ترقی بے معنی ہے جب تک دوسروں کے حال کی ترقی نہ ہو۔



نظر وہ سے اطف حاصل کیا جاستا ہے ان سے فائدہ نہیں مانگا جاستا۔



فائدے کا سفر بے فائدہ ہے۔



خوب شامد اس بیان کو کہتے ہیں، جس کے دینے والا جانتا ہے کہ جھوٹ ہے۔ اور سننے والا سمجھتا ہے کہ حق ہے۔



ملکی معاملات کی بجائے شہنشاہ اپنے قصیدے سنتے ہیں اور ملک کو مرثیہ خوانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔



جس انسان میں ذاتی صفات نہ ہوں وہ اپنے لباس سے لے کر اپنے مکان تک اپنی ہر شے کی تعریف چاہتا ہے۔



لوگوں کے ساتھ وہ بھی سلوک کرو جو تم اپنے لئے ہوں اپنے کرنے والے ہو۔



انسان بنس ہے بے بُنی یہ ہے کہ وہ انسان ہے۔



موت کا راز یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہم اپنی اولاد کے پاس رہتے ہیں۔ اور پھر ماں باپ سے جاتے ہیں۔



اگر اینہوں میں ربط نہ ہو تو آندھی تو کجا، دیوار کو اپنے ہی بو جھ سے اگر جانے کا اندیشہ ا
حق ہو جاتا ہے۔



جب زمانہ ان ہوا اور حالات جنگ سے ہوں تو عذاب ہے۔



خاموش چہرہ، خاموش لفظ کی طرح صاحب نظر انسان کے سامنے بولتا ہے۔



قرآن میں کائنات کا تذکرہ ہے اور کائنات میں قرآن کی تفسیر و تفہیم ہے۔



ایک بیج میں ہزار بار خنثوں کے مطہبہ رکھنے لفظ، کن ہو جود ہے۔



سمندر کا دل دریا ہے۔ اور دریا کا دل سمندر ہے۔



زندگی کے پتے ہوئے ریگزار میں محبت گویا ایک خلستان سے کم نہیں۔



محبوب ہر حال میں سین ہوتا ہے کیونکہ حسن تو دیکھنے والے کا اپنا انداز نظر ہے۔



محبوب کو محبوب میں کچی یا خامی نظر نہیں آتی اگر نظر آئے بھی تو محسوس نہیں ہوتی۔ محسوس ہو بھی تو تا گواز نہیں گزرتی۔



پیر کامل کا عشق، عشق نبی بھی کہائے گا۔



محبت کرنے والے کبھی شہروں میں ویرانے پیدا کرتے ہیں، کبھی ویرانوں میں شہر آباد کرتے ہیں۔



زندگی صرف نیوٹن ہی نہیں، زندگی ملٹن بھی ہے۔



خوف آراؤ خوانش کا اولین سکنیل ہے۔



کسی شے کے کم یا گم ہونے سے ملال پیدا ہوتا ہے۔



خود کو محفوظ بنانے کی خوانش غیر محفوظ ہونے کا اعلان ہی تو ہے۔



انسان اندر سے نوٹ جائے تو تغیر دیات کی کتابیں مدد نہیں کر سکتیں۔



خوف خون کی رگلت اور بڑیوں کا گودا شتم کر دیتا ہے۔



ہر قسم کے خوف سے بچنے کے لئے واحد، مناسب اور سہل طریقہ یہ ہی ہے کہ انسان میں خدا کا خوف پیدا کیا جائے۔



گدھ کی باند پرواز کی مردار کی تلاش میں ہے۔



اگر تم راستہ جانے والے ہو تو جو گمراہ ہے وہ تمہاری ذمہ داری بن چکا ہے۔



جب تک سمندر زندہ ہے زندگی ختم نہیں ہو سکتی۔



ایسا رزق جس میں زیادہ محنت بھی نہ کرنا پڑے اور جو حرام بھی نہ ہو رزقِ کریم کہا جاتا ہے۔



جب تک انسان کامیاب یا درست نہ ہو۔ اس کی محنتیں درست نہیں ہوتیں۔



اگر تیرے باپ کی شادی ہو گئی ہے تو تیری بھی ہو جائے گی۔ اور تیرے بچوں کی بھی ہو جائے گی۔ شادی پیسوں سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔



صاحب حال کا دل اس کی آنکھ میں ہوتا ہے اور آنکھ دل میں ہوتی ہے۔



سب سے بد قسمت وہ انسان ہے جو اپنے مستقبل سے خائف ہو۔



جبکہ اہل عقل کی حد ہوتی ہے۔ وہاں سے صاحب دل کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔



اکثر اوقات الفاظ دل کو محبوب کر دیتے ہیں۔



کہنے والا کچھ اور کہہ رہا ہوتا ہے اور سننے والا کچھ اور سننے لگ جاتا ہے۔



خوف کا پسندیدہ مسکن اس انسان کا دل ہے جس میں احساس گناہ تو ہو لیکن گناہ چھوڑنے کی طاقت نہ ہو۔



چپگاڑر ائے لکھتے ہیں ان بی درختوں پر رات کو گدھوں کا بسیرا ہوتا ہے۔۔۔ یہ تعلق
اور تقرب، بڑا پر معنی ہے۔



چاند محبوب ہے اور چاندنی محبوب کی یاد۔



بزرگوں سے کی گئی گستاخی کی سزا گستان بچوں کی شکل میں ملتی ہے۔



جس نے والدین کا ادب کیا اس کی اولاد مودب ہوتی۔



یہ ضروری نہیں کہ غریب سکون میں ہو، لیکن یہ ضروری ہے کہ دولت مند سکون سے محروم ہوگا۔



کم آرزو والے انسان مشمن رہتے ہیں۔



انسان ماتا ہے تاکہ زندہ رہے اور زندہ رہے تاکہ ماتا رہے۔



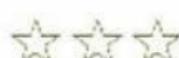
سو پنے والے کی دنیا، دنیا والوں کی سوچ سے الگ ہوتی ہے۔



تمہیں حرکت دینے والی طاقت کا نام ضرورت ہے۔ اور ضرورت کا پیچاری کثرت پرست ہوتا ہے۔



یہ عجیب بات ہے کہ محنت کی عادت قائم رہے بھی تو انسان کی طاقت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔



بعض لوگ زندگی بھر کتا میں اکٹھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب انہر یہی مکمل ہوتی ہے تو زندگی بھی مکمل ہو جاتی ہے۔



ماضی حال اور مستقبل صاحب فکر کے سامنے ایک لمحے میں سمٹ جاتے ہیں۔



کاذب ماحول میں صادق کی زندگی ایک کربلا سے کم نہیں۔



شبہم کے قطرے صبح کی مسکراہٹ بھی ہیں اور رات کے آنسو بھی



چیز ہی ہے جو پہ کی زبان سے نکلے۔



اُنسان کی خاطر اللہ نے شیطان کو دور کر دیا۔ شیطان کی خاطر انسان اللہ سے دور ہو گیا

-



پچھے انسان کا جھوٹ مصلحت پر مبنی ہو ستا ہے۔ لیکن جھوٹ اُنسان کا تج منافقت کے علاوہ پچھنچ میں ہو ستا۔



ایک کی خوشی دوسراے کاغذ ہو سکتی ہے۔



ہماری عمر بڑھ رہی ہے لیکن ہماری عمر کم ہو رہی ہے۔



منافق اس انسان کو کہتے ہیں جو مومنوں اور کافروں میں ایک وقت مقبول ہوتا چاہے۔



صداقت کے اظہار کا ایک وقت ہوتا ہے اور ہر وقت کی ایک صداقت ہے



چ اور جھوٹ صرف پہچان کے درجے ہیں۔ ان میں سے کچھ باطل نہیں۔



ہم جس شے سے کراہت کرتے ہیں۔ وہ دوسرے ملک میں مرغوب غذا ہے۔



اللہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرنے والا بھی اتنا ہی گمراہ ہے۔ جتنا اللہ سے انعام کرنے والا۔



جو انی سولہ سال کی عمر کا نام نہیں۔ ایک انداز فکر کا نام ہے، ایک انداز زندگی کا نام ہے، ایک کیفیت کا نام ہے۔ یہ ہو ستا ہے کہ ایک شخص سولہ سال میں بزر چا ہو، اور ایک شخص سانچھ سال میں جوان ہو۔



سنس کی موت سے پہلے بہت سی موتیں ہو چکی ہوتی ہیں، ہم سانس کو موت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سانس تو اعلان ہے ان تمام موتیوں کا جو آپ مر رہے ہیں



جس انسان کی آنکھ میں آنسو ہیں وہ اللہ سے نہیں بچ ستا، انسان کا اللہ سے قریب ترین رشتہ آنسوؤں کا ہے۔



اگر تمہیں پتا چل جائے کہ تمہارا رزق اللہ کے پاس ہے تو پھر رزق کی تلاش نہ کرو۔ بلکہ اللہ کی تلاش کرو۔ جس کے پاس تمہارا رزق ہے۔



نہب مانسی کی آسانی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور سامنس مستقبل کی پیچیدیوں کی طرف۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ سامنس سے آسانی حاصل کرتے جاؤ۔ اور نہب سے رجوع کرتے جاؤ۔



جہاں دوستے ہوتے ہیں۔ وہاں سوچ آتی ہے۔ جس آدمی کے پاس راستہ ہی ایک ہو، اسے سوچنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔



خسروں کے سلیے کہ بغیر تقریب اپنی کا تصور خارج از اسلام ہے۔



قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔ اور اتنا مکمل ہے کہ اس میں اللہ کے لفظ کا اضافہ بھی ممکن نہیں، قرآن سے لفظ شیطان نہیں بھی ممکن نہیں۔



غریب کو مایوس نہ ہونے دیا جائے۔ اور امیر کو مفرور نہ ہونے دیا جائے۔



اکثر اوقات وعدہ بات کو کل پرٹانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن بات ٹھیک نہیں ہے۔



سورج کا ثبوت دیکھنے والی آنکھ ممکن نہیں۔ اور دیکھنے والی آنکھ کا ثبوت درکار نہیں۔



صادق تک رسائی ہی اصل صداقت ہے۔



زندگی کا خواب الگ ہے، خواب کی زندگی الگ۔



مسجد بھی ہے لیکن بد نیت انسان بنائے تو جھوٹ ہے۔



اگر وعدے کم کئے جائیں تو ان کے پورا ہونے کا قوی امکان ہے۔



محبت کا سفر راست میں نفرت کا پڑا اونہیں پائے گا۔



جن لوگوں کو اپنی موت کا غم دے کر جاتا ہے ان کو زندگی میں کوئی خوش تودے جاؤ۔



اس دور میں گناہ نہ کرنے والے کو بھی ثواب ہے۔



محبت کی دنیا اور دنیا کی محبت اور شہ ہے۔



رزق کی راہ میں تشویش رکھنا را ہطریقت کی بڑی رکاوٹ ہے۔



ہم لوگوں کے اعمال کے مطابق ان کی سزا چاہتے ہیں، لیکن اپنے بارے میں رحم اور معافی چاہتے ہیں۔



حسنور کی رات کی زندگی ابھی تک کتابوں میں نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے پردہ فرمائے کے بعد کی زندگی بھی ان کتابوں میں نہیں آئی۔



کوئی مصنف یا مورخ ایسا نہیں ہوگا، جو امام عالی مقام پر کتاب لکھے اور یہ خوانش کرے کہ امام حسین شہید نہ ہوتے۔



غم ہو یا خوشی اللہ والوں کو یہ دو نوں اللہ کے اور قریب لے جاتے ہیں۔



متریں کے لئے تکلیف عنایت ہے۔ اور غیر مقرب کے لئے ابتلاء۔



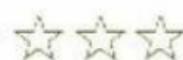
محبت، محبت چاہتی ہے نہ کہ مہربانی،



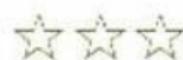
اعظیم کا برا تم اعظم ہوتا ہے۔



قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہے چیز ہے۔ تفسیر انسان کی وضاحت ہے ممکن ہے چیز نہ ہو۔



وعدہ حال میں مستقبل کے بارے میں کیا جاتا ہے، اور جب مستقبل حال بتا ہے تو وعدہ کرنے والا حال پاسی بن چکا ہوتا ہے۔



ایک ملک کی سچائی دوسرے ملک کی سچائی نہیں۔



صداقت کے اظہار کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اور ہر وقت کی ایک صداقت ہے۔



اللہ سے محبت حسنوں کی اطاعت ہے۔



خوش روح کا وہ مقام ہے جہاں آپ ہر چیز سے مصمن ہو جائیں۔



آپ کا جذبہ ایمان آزمائے کے لئے کفر موجود ہے۔



مسلمان، مسلمان کے خلاف جہاد نہیں فساد کرتا ہے۔



بڑی منزلوں کے سافر چھوٹے چھوٹے بھگڑوں میں نہیں پڑتے۔



جب آپ کی زندگی سکون بخش ہو جائے گی تو آپ کو خود بخوبی سکون مانا شروع ہو جائے گا۔



بے سکونی ہونا کام ہے، جب تمنا تابع فرمان الہی ہو جائے۔ تو سکون شروع ہو جاتا ہے۔



کسی تنگ دل کا مال نہ کھاؤ۔ اس کے ہاں کھانا بھی نہ کھاؤ۔ تنگ دل انسان سے بچ کر رہو۔ تو سکون مل جائے گا۔ بھی دل انسان سے ملا کرو۔ بھی دل انسان سے اگر تم کچھ لے بھی لو گے تو بھی وہ تمہارے لئے دعا کرے گا۔



بعض اوقات ہم اپنے دنیاوی معاملات میں انا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن حق کی راہ میں اپنی انا کو نہیں چھوڑتے۔



اگر کوئی آپ کو راستہ نہیں دیتا آپ اسے راستہ دے دو۔



اسلام کے نفاذ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ بند کر دی جائے۔ اور لوگوں سے ہمدردی کی جائے، اور ان کی مدد کی جائے۔



ایک زمانے کا جھوٹ دوسراے زمانے کا چھوٹا ہے۔



اگر پیشانی میں شوقِ حمد و پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ اللہ قریب ہے۔

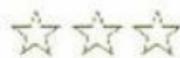


مرنے سے پہلے ایمان کا میر آنا بہت بڑی بات ہے۔

معافی مانگنے والا ابڑا اولیر ہوتا ہے۔



عاجز، گنہگار، مفرود رعاید سے بدر جہا بہتر ہوتا ہے۔



یہ زمین کسی اور زمین کا آسمان ہے۔



زندگی تم خود ہو باقی سارا علم ہے۔



جس نے آج کو پسند کیا اس کو کافی بھی پسند یہ ملتے گا۔



آباد شہروں میں ایک اور شہر بھی آباد ہوتا جا رہا ہے اور وہ ہے قبرستان



فاسلوں سے چیز نظر آنے والی شقیریب سے دیکھو تو جھوٹ ہے، سراب ہے۔



حسن اصل میں حسن نہیں، بلکہ چاہا جاتا ہی حسن ہے، چاہئے والا ہی حسمیں بناتا ہے۔



بولنے والے کا سوز لفاظ میں سوز پیدا کرتا ہے۔



جن آنکھوں نے حسپت احمد کو دیکھا ہوا ان آنکھوں کو دیکھنا بس بڑی بات ہے۔



وہ نیکی بھی کیا نیکی ہے جس کا نصیب انجام بد ہو، اور وہ بدی بھی کیا بدی ہے جس کے نصیب میں نیک انجام ہو۔



وہ گناہ جس میں کوئی انسان کبھی گواہ نہ ہو، اکثر معاف ہو جاتا ہے۔



جس شخص کے انجام کا تمہیں پتا نہ ہو۔ اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہ کرو۔



لوگوں کے لئے رحمتِ جاودہ میں رحمتِ المعاملین کی رحمت کا سایہ ملتے گا۔



بانخبر آدمی پر بیشان ثیں ہوتا۔



نیت کا انتشار مستقبل کے لئے خدشہ ہو ستا ہے۔



ہم جس انسان کو سچا مان لیں، اس کافر مایا ہوا ہر لفظ سچا ہے۔



لوگوں کے عیب چھپاؤ گے تو اللہ تمہارے عیب چھپائے گا۔



جب عظمت کا زمانہ آتا ہے تو اچھائی میں عظمت آتی ہے۔ اور اس کے مقابل میں براٹی میں بھی عظمت آتی ہے۔ مثلاً حضور شریف اعلیٰ، اور اس وقت ابو جبل بھی آیا۔



آج کے مسلمان کا الیہ ہے کہ اسے خدا سے زیادہ غریب ہونے کا ذر ہے۔



دوسرا کی خامی تیرے کو بتانا غیبت ہے۔



انسان، انسان ہو کر بھی اللہ کی مرضی پر نہیں چلتا، اور چاہتا یہ ہے کہ وہ اللہ، اللہ ہونے کے باوجود انسان کی مرضی پر چلتے۔



ضرورت کے لئے اللہ کو پکارنے والا، دونوں حالتوں میں اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، ضرورت پوری ہو جائے تب بھی چھوڑ دے گا۔ ضرورت پوری نہ ہوتی بھی چھوڑ دے گا۔



غصہ اعتماد کی کمی کا نام ہے۔



مرنے کے دو بی طریقے ہیں، نعم مل جائے یا خوشیاں چلی جائیں۔



دشمن گھر میں آجائے یا دوست گھر سے پلا جائے، دونوں حالتوں میں مصیبت ہے۔



مغربی تہذیب اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی ہے۔ ان کی کوئی لذت ایسی نہیں رہ گئی جو گناہ نہ ہو۔



اعلیٰ ظرفوں کا غصہ زمانوں کو بدل دیتا ہے۔



وہ، اور تم، اکثر میں کو متاثر کرتے ہیں۔



بدنام آدمی نیک تو بن ستا ہے رہنمائیں بن ستا۔



اللہ سے محبت برائے محبت، اللہ کی عبادت برائے عبادت۔



صادق کو مانے والا صدیق ہی تو ہے۔



مخلص وہ ہے جو تم سے زیادہ تمہارا خیال کرے۔



رزق صالح نہ ہو تو سکون قلب کا سوال یہ پیدا نہیں ہوتا۔



بیداری کی حقیقت سمجھ میں نہ آئے تو نیند کی حقیقت کیسے سمجھ میں آسکتی ہے۔



شیر ایک طاقتور اور خونخوار درندہ ہے، خوف پیدا کرتا ہے۔ لیکن شیر کے پاؤں کا کان نا نکالنے والے انسان کے سامنے شیر بھی سرگموں ہو جاتا ہے۔



نئے چراغ مل کر چراناں ہن جاتے ہیں۔



خوف موجود لمحے کا تو ہوتا ہی نہیں۔ صرف جانے والے یا آنے والے وقت کا ہوتا ہے۔



وہ الیہ جو، ابھی رونما نہیں ہوا اور رونما ہو ستا ہے۔ اندیشہ کہا جاتا ہے۔



صرف خوف زده رہنے سے تو دشمن نہیں مرتے۔



موسم بد لئے کا وقت آجائے تو وقت کا موسم بدل جاتا ہے۔



سقراط کا علم جانے والا سقراط نہیں بن ستا کیونکہ سقراط کسی کتاب کو پڑھنے کے بعد سقراط نہیں بنتا۔



جو انی بد صور توں کو بھی دیدہ زیب بنادیتی ہے۔



جس طرح مکھی شہد بناتی ہے اور جگنور و شنی رکھتا ہے۔ اسی طرح دنیا انسان دنیا نی رکھتا ہے۔ دنیا کسی کوشش، عمل، یا علم کا نتیجہ نہیں۔



اگر دنیا کی رونقتوں میں میرے ہونے اور نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو مجھے رونقتوں سے کیا حاصل۔



خالم کا سب سے بڑا قلم یہ ہی ہے، کہ وہ مظلوم کو ظلم سنبھانے اور قلم میں رہنے کی تعلیم دے چکا ہوتا ہے۔



غریب کی بیماری امیر ڈاکٹر کے لئے نوید بیمار ہے۔



آج کل روزگار تعلیم سے نہیں تعلقات سے نصیب ہوتا ہے۔



مستقبل ایک خواب ہے جو تھا ج تعیر ہے۔ اور ماضی سرف ایک تصویر ہے۔



کسی شے سے اس کی نظرت کے خلاف کام لینا قلم ہے۔



جس نے معاف کیا وہ معاف کر دیا جائے گا۔



پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے اتنا اسام کافی ہے جتنا قائد اعظم کے پاس تھا۔



ناپاک زندگی پا کیزہ خیال سے محروم رہتی ہے۔



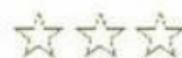
اگر بیٹا باپ کی فکر، باپ کے تخیل، اور باپ کے حسن خیال کا شاہد نہ ہو تو دونوں کا ما بعد خطرے میں ہو ستا ہے۔



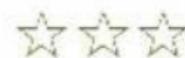
انسان کبھی راضی نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ہمیشہ خوشی کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور اسے کسی نہ کسی غم سے دوچار ہوماپزتا ہے۔



مال کی محبت حریص بناتی ہے۔ اور حریص کی جیب بھر جائے تو بھی دل خالی رہتا ہے۔



جس طرح قلی کا سامان کسی اور کا سامان ہوتا ہے۔ اس دنیا میں کچھ بھی کسی کی ملکیت نہیں۔



جہاں آپ اللہ کے سامنے جو امده ہیں۔ وہاں آزاد نہ ہوتا۔ اور جہاں آزاد ہیں۔ وہاں پر پاہند نہ ہوتا۔



مغرب کے ساتھ اس وقت مقابلہ کرو جب آپ مشرق بن جاؤ۔



اگر آپ یوسف ہیں۔ تو آپ کے گیارہ بھائی بھی موجود ہیں۔ جو بھائی کے ساتھ قلم کرنے والے ہیں۔ اور بھائی کے مرتبے کے ساتھ قلم کرنے والے ہیں۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ جب اپنوں نے اپنوں کو دھوکا دیا وہاں کوئی علاج نہیں ہو سکا۔



کسی کی یاد میں جانے والا کبھی بد قسمت نہیں ہو ستا۔



کثرت کی آرزو ہمیشہ دلکھی کرتی ہے۔



جھوٹے معاشرے میں شہرت حاصل کرنے والا پچھے معاشرے میں بدمام گنا جائے گا



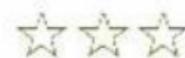
محبت انسان کو محبوب کے سوا ہر شے سے اندھا کر دیتی ہے۔



محبوب پاس ہو تو یاد پاس نہیں ہوتی، یاد پاس ہو تو محبوب پاس نہیں ہوتا۔



شہروہ ہی رہتے ہیں شہری بدل جاتے ہیں۔



ڈاکٹر مریض کی جان بچاتے، بچاتے خود بھی کسی دن جان سے ہاتھ ڈھوند بیٹھتا ہے۔



دانا کی زندگی کا علم دانا نہیں، بلکہ دانا کی زندگی کا عمل دانا ہے۔



دولت لو بھوپیدا کرتی ہے۔ اور لو بھو خوف پیدا کرتا ہے۔



صحت خراب ہو تو کوئی موسم بھی خوشگوار نہیں۔ اور صحت خوشگوار ہو تو کوئی موسم بھی خراب نہیں۔



جو انسان دوسروں کو خوف زدہ کرتا ہے، وہ خود خوف میں بیٹا رہتا ہے۔



عمل، عمل کے تابع نہ ہو تو علم، علم کے مطابق نہیں رہتا۔



ہرے انسان کو ہر وقت برائی کا موقع مل جاتا ہے۔ اچھے کو اچھائی میسر آہی جاتی ہے۔



غریبوں کی حالت بد لئے کا دعویٰ کرنے والے خود غربتی کے ذائقے سے نا آشنا ہوتے ہیں۔



متریں حق حاصل کی بجائے ایسا کو اپنا شعار بناتے ہیں۔



جس پر اللہ مہربان ہوا سے حسنور کا قرب ملتا ہے۔



زندگی موت کے تعاقب میں ہے۔ اور موت زندگی کے پیچھے آری ہے۔ جب تک دونوں میں سے ایک ختم نہیں ہوتا یہ کھیل جاری رہتا ہے۔



اللہ کی تلاش انسان کو کسی انسان بھی کے پاس تو لے جاتی ہے۔



ہم جسے برداشت نہیں کرتے اس کو بھی تو اللہ نے پیدا فرمایا ہے۔



بلیس اللہ کے مقابلے میں ایک مساوی اور مخالف طاقت نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق میں ایک با غی اور منکر طاقت ہے۔



محبوب کے ملتے ہی زندگی نثر سے انطم میں داخل ہو جاتی ہے۔



کوئی دنیا کی طاقت،
ہمیشہ طاقت و نہیں رہ سکتی۔



آج کے انسان کی موت سے زیادہ غریبیں کا ڈر ہے۔



چاند نی ہو تو چاند نہیں ملتا، چاند ملتے تو چاند نی نہیں ملتی۔



ئی خوانش نے اندیشے پیدا کرتی ہے۔



اللہ کی رضا پر اپنی رضا کو ثنا کر دینا قرب حق ہے۔



زندگی ایسا اطیف منظر ہے۔ جو تصریحے اور تنقید کو برداشت نہیں کر ستا۔



اگر صرف عبادت اللہ کے تقریب کا ذریعہ ہوتی تو انسان پر زندگی کے دیگر فرائض ناممکن کیے جاتے۔



اللہ کی مخلوق کو ناپسند کرنا اللہ کی محبت سے محروم ہونے کی دلیل ہے۔



جس دلیس میں ہمارا کوئی محبوب نہ ہواں دلیس سے محبت ہوئی نہیں سکتی۔



جب تک آپ کو اپنی تمنا کے منظور ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے والی چیز کی ماہیت کا پتا نہ ہو، اس وقت تک دننا نہ کرو۔



بزرگوں نے اللہ کے فضل و کرم کو مانگنے کا طریقہ یہ بتایا ہے۔ کہ اللہ سے فضل و کرم نہ مانگو، جو کر رہا ہے وہ فضل و کرم ہے۔



آج کل مفاد پرست کے پاس اپنے مفاد کا تحفظ سیاست کے علاوہ اور کوئی نہیں۔



انیس اس نے بھی مردو دھوا کر اس کا معبود تو تھا محبوب کوئی نہ تھا۔



دولت کی محبت غریبی کا ڈرپید آکرتی ہے۔



جس بات سے قوم میں وحدت عمل پیدا نہ ہو وہ اسلام تو نہیں ہو ستا۔



جس معاشرے میں مظلوم اور محروم نہ ہوں وہ بھی معاشرہ ناجی ہے۔



پست خیال انسان آکاس بیل کی طرح خود پھیلتا ہے۔ اور دوسروں کو پھیلنے سے روکتا ہے۔



لوگ ملازمتوں سے ریٹائر ہو کر ان بھی مصیبتوں میں بتا ہو جاتے ہیں۔ جن کے علاج کے لئے ملازمت کی تھی۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ریٹائر منٹ کے بعد پھر کسی ملازمت کی تلاش ہوتی ہے۔



قوموں کی تباہی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ان سے مالہ نیم شب چھمن جائے۔



دشمن وہ ہے جو تم سے تمہاری خوبیاں بیان کرے اور لوگوں سے تمہاری خامیاں۔



جھوٹ کو سچی بات نہ بتانا۔ اور سچے کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔



اُنسان اتنا اشرف ہے کہ اسے اللہ کا ارادا ہ بھی کہہ سکتے ہیں۔



تمہاری جو حالت تمہانی میں ہوتی ہے وہی حالت قبر میں ہو گی۔



دوست وہ ہے جو تم سے تمہاری خامیاں بیان کرے اور لوگوں سے تمہاری خوبیاں۔



اگر تمہیں یہ کہا جائے کہ تمہیں دنیا میں کسی اور صورت میں بھیجا جاتا ہے۔ تو جس صورت میں آتا پسند کرو وہ تمہارا دوست ہے۔



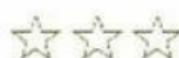
فرقہ پرست حق پرست نہیں ہو ستا۔



اسلام کے شجر کو اتنے پیوند لگائے جا چکے ہیں۔ کہ اس کا اصل رنگ دب کر رہ گیا ہے۔



اگر تمہیں یہ اختیار دیا جائے، کہ ساری کائنات ختم ہونے والی ہے۔ اور ایک انسان نے بچنا ہے تو جس انسان کو تم بچانا پسند کرو وہ تمہارا دوست ہو گا۔



جنت بھی انسان کو تسلیکیں نہیں دے سکتی اگر اس میں کوئی ساختی نہ ہو۔



ہماری خوشیاں شرکت دوست سے دوبارا ہوتی ہیں۔ اور ہمارے غم غمگار کے آقرب سے کم ہوتے ہیں۔



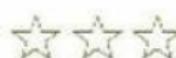
وہ انسان جس نے رفیق سے وفا نہ کی، کسی سے وفا نہیں کر ستا، نہ دین سے، نہ خدا سے، نہ خودا پر آپ سے۔



سات رنگوں کے جلوے دراصل سفید رنگ کے دل فریب روپ ہیں۔ کثرت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتی، جب تک وحدت آشنا نہ ہو۔



سب انسانوں میں یکساں آنسو ہیں۔ اور یہ ہی رشتہ انسانوں کا انسانوں کے ساتھ
ہے۔



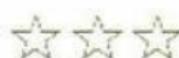
دنیا میں کوئی راز نہیں رہتا۔



سامع کا شوق ہی خاموشی کو گویا نی عطا کرتا ہے۔



انتظار و صال کی آرزو میں فرق سے گزرنے کا تجربہ ہے اور یہ تجربہ اشکوں سے تحریر ہوتا ہے۔



غایم کو غایم پسند نہ ہو تو کوئی آقا پیدا نہیں ہو ستا۔



نیازمندی ہی بے نیازی کا ثبوت ہے۔



سب سے برقی آواز گدھے کی ہے۔ اور سب سے پیار کی آواز سب سے پیارے انسان کی ہے۔



انسان کا رزق اس کے اپنے وجود کے کسی حصے میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس صلاحیت کو دریافت کرنا ہی انسان کا فرض ہے۔



رشوت کے مال پر پلنے والی اولاد لازمی طور پر با غی ہو گی۔، بے ادب ہو گی، گستاخ ہو گی۔

☆ ☆ ☆

اپنی بستی سے زیادہ کام کرنا ہلا کرت ہے، اور اپنی بستی سے کم کام کرنا بد دیافتی ہے۔

☆ ☆ ☆

کبھی بادشاہ بننے کی دعا نہ کرو، ورنہ دعا کے ذریعے حاصل ہو جانے والی بادشاہی کے اندر اگر کوئی خلم اور تلخی ہوتی تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔

☆ ☆ ☆

ہر دن کی قیامت ہر روز شام کو ہو جاتی ہے۔



باطل کوئی نئی دنیا نہیں۔ اسی دنیا کا نیا شعور ہے۔



پیاروں سے نکلنے والے دریا خود سمندر کے لئے پیاس سے ہوتے ہیں۔ اور یہ کناروں کی پیاس بجھاتے ہوئے اپنے محبوب سماگر سے وصول ہو کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔



یا رجلوہ بن کر دل سے گزرتا ہے۔ اور آنسو بن کر آنکھ سے بیکتا ہے۔



صبر کا خیال ہی اس بات کی دلیل ہے کہ انسان جو چاہتا ہے وہ اسے ملائیں۔



جب کسی قوم یا فرد کا دن سے اعتماد انٹھ جائے تو آنے والا وقت مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے۔



کوئی چہرہ بیماری دے جاتا ہے۔ اور کوئی چہرہ شفا عطا فرما جاتا ہے۔



اختلاف کو اعلیٰ ظرفی اور خندہ پیشائی سے برداشت کرنا بقاءِ حیات اور بقاءِ اختیار کا ثبوت ہے۔



خالق مخالف کو تباہ نہیں کرتا، مخلوق مخالف کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔ یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔



بختیل اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ وہ ایسا سورج ہے، جس کی رُشمنی نہیں، ایسا دریا ہے جس میں پانی نہیں۔



گرمنی بازار نیز لگنی اشیاء کے باعث ہے۔



ما پختہ عقیدہ چھوٹے برتن کی طرح جلد گرم ہو جاتا ہے۔ سب سے قوی عقیدہ اس ذات
گرامی کا ہے۔ جو کائنات کے ہر انسان کے لئے رحمت کی پیامبر ہے۔



ہماری آدمی تقدیر ہمارے اعمال میں ہے اور آدمی ان لوگوں کے اعمال میں جو ہم سے
وابستہ ہے۔



ماضی میر امقدار ہے، حال نیچے کا لمحہ ہے، مستقبل امکانات کا خزانہ ہے



چراغ کو اندھی اور طوفان سے تو بچایا جاستا ہے۔ لیکن چراغ کے اندر ہی سے تیل ختم ہو جاتا ہے۔



جو نہ جائے وہ مقدر نہیں اندیشہ ہے۔



دریا کو سمند رکی لگن ہے اور سمند روکو دریا بخونے کی خواہش مضطرب کر رہی ہے۔



عرق گاب یا گلشنہ کے لئے گاب تلاش کرنے والا ضرورت مند کہا گئے گا۔



کسی جھوٹے انسان نے کبھی کسی صادق کی خواہش نہیں کی۔



ہم جس شے کے انتظار میں ہیں، وہ ہی ہماری ناقبت ہے۔



گلاب کو تلاش کرنے والا، خوبصور کام سافر، بوئے گل کو منزل دل کا مقام سمجھتا ہے۔



سیاست میں اختلاف رائے بقاء سیاست ہے۔ مخالف رائے کو تباہ کرنے کی آرزو کرنے والا دور نظری ہوتا ہے۔



ایک گھر میں پیدا ہونے والے، اور ایک چھت کے نیچے پرورش پانے والے ایک
انداز فکر نہیں رکھتے۔



گدھ کی آنکھ مردار انسان کے علاوہ کچھ اور دیکھنے سے قاصر ہے۔



کوئی شخص پیدا نہیں ہوتا جب تک اس کے ہمراہ اس کا مقدار نہ پیدا ہو۔



تقدیر مزاج پیدا کرتی ہے، یہ مزاج خواہش پیدا کرتا ہے۔ خواہش عمل پیدا کرتی ہے۔ اور عمل ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ نتیجہ تقدیر ہوتا ہے۔



اگر اعمال یہودیوں کے سے ہوں، اور عبادت مسلمانوں کی سی ہوتو نتیجہ کیا ہوگا؟



ہم نے محمود ایاز کے درجے قائم رکھ کر عبادت ادا کی، اس لئے عبادت کی برکت زندگی میں شامل نہ ہو سکی۔



تینیں کامل چھین کر حج کرنے والا ناظم، حج کے ثواب سے محروم ہے گا۔



اقریباً هر فرقے کے پاس ہر دوسرے فرقے کے لئے فتویٰ کفر موجود ہے۔



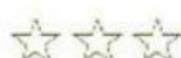
جس کو زندگی میں کوئی سچا اور سچا دوست نہ ملا ہو، اس جھوٹے انسان نے اپنی بدیختی کے بارے میں اور کیا کہنا ہے۔



زندہ رہنا چاہو تو موت قیامت ہے۔ اور مرنا چاہو تو زندگی قیامت ہے۔



ایک آدمی دلیری سے بچ بات کرنے لگ جائے تو باقیوں کا چھپا ہوا بچ ظاہر ہو جائے گا۔



دین سے اس طرح محبت کرو، جس طرح دنیادار، دنیا سے محبت کرتا ہے۔



مسلمانوں کا حج مسلمانوں کے لئے وہ نتیجہ پیدا نہیں کر رہا، اس لئے کہ حج کے موقع پر خرید و فرخت اس مال کی ہوتی ہے، جو بہودیوں کا بنا ہوا ہے۔



بداعتماد انسان نہ کسی کا رفیق ہوتا ہے، نہ اس کا کوئی عجیب ہوتا ہے۔



آج کا انسان صرف دولت کو خوش نسبی سمجھتا ہے اور یہی اس کی بد نسبی کاثریت ہے۔

خوراک کی بجائے دوائی کھانے والا انسان کیا ترقی کرے گا۔



جس انسان کا ملک میں کوئی دوست نہیں۔ وہ ملک سے دوستی نہیں کر ستا۔



آسمانوں کی راہ ڈھونڈنے والا انسان دل کی دنیا بیران کر چکا ہے۔



در اصل تقدیر یہ میں بدلتی، جو بدل جائے وہ تقدیر یہ میں۔



کوشش با مقصود ہونی چاہیے۔ ایسی کوشش کہ زندگی بھی آسان ہو اور رہوت بھی آسان ہو۔



کنجوں اپنی دولت کے استعمال سے محروم ہے۔ وہ کسی کے مال کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔



کچھ چیزوں کے بارے بہت کچھ جانا ممکن ہے۔ بہت سی چیزوں کے بارے میں کچھ، کچھ جانا ممکن ہے۔ سب چیزوں کے بارے سب کچھ جانا ممکن ہے۔



علم اور عمل کے فرق سے اندر اب پیدا ہوتا ہے۔



سکون کی خاطر سفر کرنے والا سکون حاصل نہیں کر ستا۔ سفر میں سکون کہاں۔ سکون کی تلاش، اپنے حالات، اپنے ماحول اور اپنی زندگی سے بیزاری کا اعلان ہے۔



نقطہ نظر واضح کرنے کا حق تو ہے۔ دوسروں کو قتل کرنے کا حق نہیں۔



جو انسان اللہ کے جتنا قریب ہوگا۔ اتنا ہی انسانوں کے قریب ہوگا۔



خوشی بیٹی کی طرح گھر میں پہنچتی ہے اور جب جوان ہو جائے تو رخصت کر دی جاتی ہے۔



جب آنکھ بند ہو جائے تو آنکھ کھلے گی۔



عمر پر دلیں میں گزر جاتی ہے۔ اور امید یہ ہے کہ دلیں میں رہاںش باعزت ہو۔



عقل اور نصیب نہ ہو تو عمل جہالت ہے۔



حکومت کرنے کی خواہش کا نام بڑی اہتماء میں ہوتا ہے۔



بڑھاپے کے مسائل دراصل ایک ہی مسئلے کے مختلف حصے ہیں۔ اور بوزھے آدمی کا سب سے بڑا مسئلہ صحت ہے۔



جس بیرون ارث شاہ مل گیا، وہ بیرون گنمائی کے اندر ہیرے سے ایسی نکلی، کہ ادب کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کے طلوع ہوئی۔



نیند زندگی کے دسترنخوان کی سب سے اہم، سب سے لذیذ اور سب سے میٹھی ڈش ہے۔



ہماری سانچو سال کی او سط زندگی میں بیس سال تو نیند کے حوالے ہو جاتے ہیں۔



یہ وقت کسی اور وقت کے لئے محنت کا زمانہ ہے۔



اتنا پھیلو کر سمنا مشکل نہ ہو، اتنا حاصل کرو کہ چھوڑنا مشکل نہ ہو۔



سکون قلب آسانشوں کے حصول سے نہیں، اصلاح ایمان سے ہوگا۔



ہم شکم کو دل پر ترجیح دیتے ہیں۔ سکون کیسے ملتے۔



اللہ کی اطاعت نہ کرنے سے ہمیں بڑی، بڑی اٹائیں کر فی پڑتی ہیں۔



بے خوف غریب دولت کے طاقتوں صنم کندے کا ابراہیم ہے۔



انسان اللہ کو بہت پیارے ہوتے ہیں ان سے پیار کرنا چاہئے۔ تاکہ اللہ عزت عطا فرمائے۔



اگر زندگی کا کیا ہوا حاصل، آخرت میں کام نہیں آتا تو اس حاصل کو محرومی ہو۔



ہر آدمی اپنے سے زیادہ داتا کے سامنے بے قوف ہے، اور آپ کو آپ سے بڑا داتا
ہمیشہ ملے گا۔



بہت سارے سوالات سے نکل کر انسان جب ایک سوال میں داخل ہو جاتا ہے تو اس
کا سفر و اسخچ ہو جاتا ہے۔



آج کی بین الاقوامیت نے دلیس کے تصور کوہ یہے بی رکر دیا ہے۔ لہذا ہم کسی ایک دلیس کے شہری نہیں رہے۔



دولت کی تمنا دلبروں کو دور کر دیتی ہے۔ انسان غربی کا قدمہ نہیں کھاتا۔ اور جدائی کا زبر کھایتا ہے۔



ہم سے کوئی ہماری عمر پوچھتے تو ہم لگز ری ہوئی عمر بتاتے ہیں، حالانکہ ہماری اصل عمر تو وہ ہے۔ جو باقی ہے۔



یکساں عبادت کیساں نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ ہر نمازی نیک نہیں ہوتا۔ نیت بدل جائے تو نیک عمل نہیں رہتا۔



آج اگر کسی کو غریبی اور پیغمبری اکشھی مل جائے تو وہ پیغمبری سے استغفار دے۔



ہم شکم کو دل پر ترجیح دیتے ہیں، سکون کیسے ملے۔



ساری کائنات بھی اگر مخالف ہو جائے تو اللہ اور اللہ والوں کو فرق نہیں پڑتا۔



درست عقیدے والا درست عقائد کو محبت سے بدل دیتا ہے۔ نفرت اور غصہ عقیدوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔



ہماری لب بندی سے گویا نی پیدا ہوتی ہے۔ اور گویا نی سے لب بندی بلکہ نظر بندی پیدا ہوتی ہے۔



دولت زندگی کے لئے ہے، لیکن آج کے انسان کی زندگی صرف دولت کے لئے ہے۔



صبر کا مقام اس وقت آتا ہے، جب انسان کو یہ یقین آجائے کہ اس کی زندگی میں اس کے عمل اور اس کے ارادے کے ساتھ ساتھ کسی اور کام کی اور کسی اور کام کا ارادہ بھی شامل ہے۔



ہم اور ہماری زندگی ایک اور ذات کے تابع ہیں۔ اور وہ ذات مطلق ہے



گناہ اور قلم انسان سے دعا کا حق چھین لیتے ہیں۔



زندگی کے بستے ہوئے دریا میں انسانی چہرے جہاب کی صورت ابھرتے اور ڈوبتے رہتے ہیں۔



کتابوں کا مطالعہ ایک اعلیٰ مصروفیت ہے۔ لیکن کتاب زندگی نہیں ہے۔ زندگی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہی ہے۔



نظراء علم کا نیں نظر کامنaj ہے۔



ہر عارف عالم ہوتا ہے، اور ضروری نہیں کہ ہر عالم عارف بھی ہو۔



بد علمی سے بے علمی ہی بہتر ہے۔



مغربی تعلیم اسلامی نتیجہ کیسے پیدا کرے گی۔



تکلیف کی سے ہوتی ہے اور اندراب کوتائی سے پیدا ہوتا ہے۔



ذکرِ الہی ہر اس عمل کو کبھی گے جس کامد عارضائے الہی ہو۔



زندگی میں مختلف نظریات کا ہوا زندگی کا حسن ہے۔



کمزور عقیدہ الجھتا ہے بڑتا ہے جھگڑتا ہے۔ لیکن طاقتور اور صحت مند عقائد دوسرے عقائد کو اس طرح ملاتے ہیں۔ جیسے سمندر دریاؤں کو اپنے اندر سماٹتا ہے۔



بھیں قتل سے دوسرے کے نقطہ نظر کو سنا چاہئے۔ اور اس کی خامی کی اصلاح کرنی چاہئے۔



دُنیا میں خوشی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ہم دوسروں کو خوش نہ کریں۔



لوگوں کو مرعوب اور متأثر کرنے کی آرزو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور وہ لوگوں کو نہ مرعوب کر ستا ہے نہ متأثر۔



ہم شاید جانتے نہیں کہ ہمارے فیصلوں کے اوپر ایک اور فیصلہ نافذ ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وقت کا فیصلہ ہوتا ہے۔



رات انسان کا لباس ہے۔ انسان پر تیرگی کا لباس ہر لباس کو یکساں کر دیتا ہے۔



ہم زندگی کا سفر تباشروع کرتے ہیں۔ نہ کوئی ہمارے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی ہمارے ساتھ مرتا ہے۔



رفاقتوں سے محروم انسان بیماریوں میں بتا ہو جاتا ہے۔

دانا کی تابع داری ہے۔



جب تک اپنے آپ کو اللہ کے آگے پوری طرح جوابدہ نہ پاؤ۔ کسی انسان کو اپنے
ہاتھ سے جوابدہ نہ کرنا۔



جو اقتدار میں ہیں وہ جاننے والے نہیں ہیں۔ اور جو جاننے والے ہیں وہ اقتدار سے
بیہرے ہیں۔



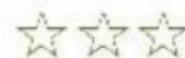
ہر پرانی تہذیب اپنے زمانے میں نئی تھی۔ اور ہر نئی تہذیب آنے والے دور کی پرانی تہذیب ہے۔



عمل اپنے نتیجے کے انتظار میں ہوتا ہے۔



کامیاب نجیف، کامیاب ڈاکٹر اور کامیاب وکیل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔



ایک بھی فن میں تمام لوگ ایک جیسا بھی عمل کرتے ہیں۔ ایک جیسے اوقات میں حاضر ہوتے ہیں اور نتیجے مختلف ہوتے ہیں۔



اس عمل کو تلاش کیا جائے جو ہمیں بھی پسند ہو اور ہمارے مالک کو بھی۔



شہرت ایک مستقل اہتماء ہے جہاں انسانوں کی خوبیاں مشہور ہوتی ہیں۔ وہاں ان کی خامیاں بھی مشہور ہونے لگ جاتی ہیں۔



مہلک مرش وہ ہوتا ہے جس کا انعام موت ہو۔ اور یہ مرش زندگی کا مرش ہے۔



اگر جوانی حدود اور حفاظت میں رہے تو بڑھا پناہ سے پر بی رہتا ہے۔



انسان جب قلم کرتا ہے تو اس کی سزا یاد ہے کہ وہ نیند میں مضطرب رہتا ہے۔



اگر انسان وقت ہو جائے تو ہمیشہ رہے گا۔ اگر وقت انسان ہو جائے تو باقی نہ رہے گا۔



طااقت کا کثرت سے استعمال طاقت کو کمزور کر دیتا ہے۔



غیرِ مملک جانے والوں کے عزیزان کے انتظار میں یہاں پر دیکی ہیں، وہ وہاں پر دیکی۔



ہم انگریز کی زبان سے نجات حاصل نہیں کر سکے، اور ہم سندھی بلوچی، پشتو سے ن آشنا۔ بھائی کی زبان سے بے خبر۔ دوسرے مالک کی زبانیں بولتے ہیں۔ اور بھائی، بھائی کی زبان سے آشنا نہ ہو تو بھائی چارہ کیسے پیدا ہو۔



قرآن بیان کرنے والے اور قرآن سننے والے اگر متقی نہ ہوں تو قرآن نہیں سے وہ نہ تانگ کبھی نہیں پیدا ہو گے، جو قرآن کا نہ تانگا ہیں۔



اچھا امیر بہت اچھا ہوتا ہے، براغریب بہت برا، اچھا امیر وہ ہے جو اپنے مال سے محروم بھائی کی خدمت کرے۔ براغریب وہ ہے جو دوسروں کے مال کو باطل طریقے سے حاصل کرنا چاہے۔



جبکہ انسان کا علم، عقل اور عمل ساتھ نہ دیں۔ وہاں مجبوری کا احساس اسے صبر کے
داؤں کا آسرا تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔



دعا یہ مانگنی چاہتی ہے، کہ اتنا کرم نہ ہو کہ ہم اس کی یاد سے غافل ہو جائیں۔ اور اتنا ستم نہ
ہو کہ ہم اس کی رحمت سے مایوس ہو جائیں۔



ہر چہرے کی ایک صفت ہے اور ہر صفت کا ایک چہرہ ہے۔



انسانی حافظہ کا یہ نام ہے کہ انسان کو پرانے چہرے تو یاد رہتے ہیں، پرانے دوستوں کے نام بھول جاتے ہیں۔



علم کا خرچ نگاہ ہے۔ اور اس کا مدفن کتاب۔



جس زمانے میں انسان کو اپنی ضروریات کے حصول کے لئے دن کے علاوہ کوئی چارہ نیسرنہ ہو وہ زمانہ انحراب کا زمانہ ہے۔



دوستوں کی اپرہ ابی دشمن کی اصل قوت ہے۔



سکون کی تلاش اپنے حالات، اپنے ماحول، اور اپنی زندگی سے بیزاری کا نام ہے۔



جسے اپنے دلیں میں سکون نہیں ملا اسے پر دلیں میں کیا اطمینان حاصل ہوگا



عقل کے نظریات پر اتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ کہ دنیا کا کسی ایک عقیدہ یہ پر منفق ہوا مشکل ہے۔



ہر خوش کرنے والا اور خوش رہنے والا تہایوں میں آنسوؤں سے دل بہا اتا ہے۔



اپنے مستقبل پر یقین نہ ہو تو شب بیداری عذاب ہے۔



انسان اکیلا ہے، محروم ہے، اپنی خلافت ارضی سے، پیارا دریا، سمندر سب تقسیم ہو چکے ہیں۔ انسان کے لئے صرف آسمان ہی رہ گیا ہے۔



پرانے مکان اور نئے مکان ایک ہی مکان ہیں۔



انتظار کا دور را ذیت کا دور ہے لیکن صاحب انتظار کو اس دور میں عجیب لذت سے آشنا ہوتی ہے۔



جب تک کوئی آپ سے نہ پوچھنے بلغ نہ بخوا۔



ہم ہر دن کا ماتم کرتے ہیں۔ اور ہر صبح کو خوش آمدید کہتے ہیں۔



جن لوگوں نے اللہ کو یاد رکھا، لوگوں نے ان کی زندگی کے بعد بھی ان کو یاد رکھا۔



ہر کامیاب آدمی دوسرے کو ناکام سمجھتا ہے اور یہ بی اس کی ناکامی کی دلیل ہے۔



کہیں ایسا نہ ہو کہ ناقبتِ انڈیشی میں ہمارا عمل اس بڑھیا کی طرح ہو، جس نے راتوں کو جاگ، جاگ کر سوت کاتا اور انجام کا رخوبی الحجاج دیا۔



لوگ فوری نتیجوں پر غور کرتے ہیں۔ اور اس طرح انتہائی نتائج سے بے خبر رہتے ہیں۔



ایک معمولی انسان کا گناہ معمولی ہے، لیکن ایک مشہور کا گناہ ایک مشہور گناہ ہوتا ہے۔



بڑھا پا دراصل شعور کی جوانی ہے۔



عالم بیداری ایک خواب کا عالم ہے۔ اور یہ خواب کی طرح ہی لگز رجاتا ہے۔



والدین کی طاقت کا آخری استعمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے کہیں کہ ہم آپ کے والدین ہیں۔



انسان گھر سے نکلنے پر دلیسی ہو جاتا ہے۔ سائنس کلومیز کے بعد زبان کا لہجہ ڈکشن بدلتے ہیں۔



اگر مساجد میں عبادت جاری رہے اور اہل محلہ کی معاشرتی زندگی میں اصلاح کا عمل پیدا نہیں ہوتا، ایسی عبادت قابل غور ہے۔



اگر غلطی سے کوئی غلط فیصلہ بھی ہو جائے تو اس کی ذمہ داری سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔



رات کی تہائی میں انسان کی آنکھ سے پکنے والے آنسو زمانے بدل دیتے ہیں۔ طوفانوں کے رخ موڑ دیتے ہیں۔



قوموں کے لئے ممالک ہیں لیکن انسان کے لئے کوئی خط نہیں۔



ہم یادیں لے کر چلتے ہیں۔ اور یادیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔



ہم جن کو رخصت کرتے ہیں وہ ہی تو ہمارا استقبال کریں گے۔



آرزو ممکن ہو یا ناممکن، انتظار، آرزو کا مقدار ہے۔



اچھے متصد کی محنت اگرنا کام رہے تو بھی کامیاب ہے۔



دنیادار جس مقام پر بیزار ہوتا ہے، ہو میں اس مقام پر صبر کرتا ہے۔ اور مومن جس مقام پر صبر کرتا ہے، ہتر ب اس مقام پر شکر کرتا ہے۔ کیونکہ یہی مقام وصال حق کا مقام ہے۔



جس کو محنت میں خوش محسوس ہو، وہ صلاحیت والا ہوتا ہے۔



جاگنے والے زندہ ہوں تو سونے والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ستا۔



جاگنے والے نہ رہیں تو سونے والے بھی نہ رہیں گے۔



گذریا سو جائے تو بھیڑ یہ ریوڑ کھاجاتے ہیں۔



نیند کو غفلت نہ بننے دیا جائے تو یہ راحت جان ہے، قرار جسم اور سکون دل ہے۔



نیند اپنی حد سے نکل جائے تو عذاب ہے، بیماری ہے، نیند غائب ہو جائے تو بھی
محیبت ہے۔



جو جس کا خیال ہے وہ ہی اس کا حال ہے۔



پچاس سال میں بھرا ہوا شہر اپنے مو جو دا دمیوں سے باکل خانی ہو جاتا ہے۔



جس کی بات جتنے ابائغ میں جائے گی اس کا گناہ، وثواب اتنا بھی زیادہ ہو جائے گا۔



با دشاد کو صرف نیک نہیں ہوتا چاہئے، بلکہ اہل بھی ہوتا چاہئے۔



انسان زندہ ہونے کے باوجود زندگی کو نہیں سمجھ ساتا، وہ مرے بغیر موت کو کیسے سمجھ ساتا ہے۔



جس کو خدا پر یقین نہ ہواں کا دعا پر کیوں یقین ہوگا۔



ماں کا چہرہ بچے کے لئے اس اجنبی دلیس میں انسیت، مانوسیت، اور اپنا نیت کا واحد ذریعہ ہے۔



دنیا کے اندر سب سے بڑا انصاف یہ ہے کہ یہ دنیا گناہ کے متناشی کے لئے گناہ دیتی ہے۔ اور فضل کے متناشی کو فضل دیتی ہے۔



جس کو صداقت اور نیکی کا سفر کرنے کی خواہش ہے۔ وہ جان لے کہ یہ منظوری کا اعلان ہے، جس کو منظور نہیں کیا جاتا۔ اس کو یہ شوق ہی نہیں ملتا۔



جو بات آپ کے دل میں اتر گئی وہ ہی آپ کا انجام ہے، اگر آپ کو موت آجائے تو جس خیال میں آپ میری وہی آپ کی ناقبت ہے۔



خودی کسی شکا وہ جو ہر خاص ہے جس کے نہ ہونے سے وہ شنہیں ہوتی۔



قامِ ذات سے محبت کرو گے تو تم بھی قائم ہو جاؤ گے۔



غور اس صفت کو کہتے ہیں۔ جو مٹ جائے یا مٹ سکے۔

☆ ☆ ☆

ہم معلوم کو علم کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا معلوم اور امامعلوم بھی علم ہے۔



بے حرکت زندگی نباتات کی زندگی ہے۔



کسی چیز کو حاصل کرنے کی خواہش یا کسی شے سے نجات کی خواہش ہی باعث ہے
قراری ہے۔



مستقبل کو ماضی بنانے والے زمانے کو حال کہتے ہیں۔



کل کاغم آج کی سرت ہے۔ اور آج کی خوشی نہ جانے کب آنسو بن کر بھے جائے۔



آنینے میں ایک اصل ہے اور دوسرا عکس ہے، اور اصل عکس کا عکس ہے۔



انسان فیصلہ ایک لمحے میں کرتا ہے، اور پھر اس فیصلے کا نتیجہ ساری عمر ساتھ، ساتھ رہتا ہے۔



انسان کی زندگی میں جتنے دن ہوتے ہیں۔ اتنی ہی راتیں ہوتی ہیں۔ یوں انسان کی نصف زندگی روشنی میں گزرتی ہے، اور نصف اندھیرے میں۔



آج کا انسان وقت کے وسیع والا محدود سمندر میں ایک جزیرے کی طرح تباہ ہے۔

☆ ☆ ☆

جس طرح سانس سفر میں ہے اسی طرح رگوں اور شریانوں میں خون مسافر ہے۔

☆ ☆ ☆

کوئی وجود بیشہ ایک جگہ موجود نہیں رہ ستا۔

☆ ☆ ☆

خواہش اور حصول کے درمیانی فاصلے کو انتظار کرتے ہیں۔



کامیابی ایک خوبصورت تقلیل ہے، جس کے تعاقب میں انسان بہت دوڑکل جاتا ہے۔



انسان پلانگ کرتا ہے، مستقبل کی روشن مستقبل کی، لیکن جب وہ مستقبل حال بتا ہے تو شاید اتنا روشن نہیں ہوتا،۔



انسان زندگی کے سکون کی خاطر شادی کرتا ہے۔ اور شادی اس کے لئے مسائل پیدا کرتی ہے۔



جوانی اور بڑھا پا عمر کے کسی حصے کا نام نہیں۔ یہ صرف انداز فکر کا نام ہیں۔



دریا اپنا راستہ خود بناتے ہیں۔ لیکن اس کنارے کی طرف جس پر بندہ باندھا گیا ہو۔



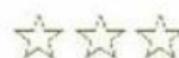
جب جسم جسمانی طور پر عمل کر رہا ہوتا ہے تو خیال، خیال کے طور پر بندہ جاتا ہے۔



جس طرح غم دل کو کھاتا ہے۔ اور دل غم کو کھاتا ہے۔ اسی طرح ہم وقت کو بر باد کرتے رہتے ہیں۔ اور وقت ہمیں بر باد کرتا رہتا ہے۔



ماضی کی یاد انسان کو جلد کی طرح ڈھانپ لیتی ہے۔ اور پھر وہ کچھ بھولنے کا خیال بھی بھول جاتا ہے۔



جو حادثہ ایک دفعہ گزر جائے وہ یاد ہن کے بار، بار گز رہتا ہے۔



موسمِ اگر رجاتے ہیں لیکن یادوں میں گزرتی۔



آنینے گرد آسود ہو جائے تو گرد کے ذرات میں کئی آئیے نمودار ہو جاتے ہیں۔



جو بھی تھا بھی ہے، اور نیشہ رہے گا۔



انسان کے علم نے اسے ان یا دوں میں بھی شرکیک کیا ہے۔ جو اس کی اپنی ذاتی نہیں۔



ہر کربلا، ایک بی کربلا ہے۔ صداقت کا قافلہ جس مرط سے گزرتا، ہمیشہ اسی مرط سے گزرتا رہا ہے۔



میں اور میرے ساجدین اور منکر صحابہ سب فائی ہیں۔



بعض اوقات نخلستان کے نہنہ دے سائے مسافرت کی اذیت کی یاد سے نہیں بچا سکتے۔



میرے اللہ:! ایک ایسی چیز اگانے کی قوت دے کہ بے حسی کی قبر سے نافل مردے نیند کا آفون پھاڑ کر نکل آئیں۔ اور اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھیں جو دیدہ بینا کو نظر آتا ہے۔



یہ عجیب بات ہے کہ اسلام بہت پہاڑ مکمل ہو چکا، لیکن وضاحت ابھی جاری ہے۔



اللہ کا جلوہ اگر طور کے درخت سے بول ستا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ انسان سے نہ بول
سکے۔



جو شخص کہتا ہے۔ میں کل خوش ہو جاؤں گا وہ کبھی خوش نہیں ہو گا۔



تھی تب سخاوت کر سکے گا جب مائل بھی موجود ہو۔



باتیں اور سرف باتیں عمل کے پاؤں میں بھاری زنجیریں ہیں۔



اگر آرزو گھوڑے بن جائیں تو ہر حمق شہ سوار کھلانے گا۔



انسان مسرت کدوں میں خوش نظر آتا ہے۔ اور غمکدوں میں تباہ ہے۔ اس کا پنا گھر دعوتوں میں جگدا تا ہے۔ اور تباہیوں میں ٹھہما تا ہے۔



ہم آرام کی آرزو میں بے آرام ہو رہے ہیں۔



جو انسان اپنی بی نگاہ میں معتبر نہ ہو، اس پر کون اعتبار کرے گا۔



مقابلہ انسان میں نفرت کا تجھ بوتا ہے۔ اور مقابلے کی انتہائی شکل جنگ ہے۔



انسانی خون کا دریا بہانے والے آخر اسی دریا میں شاطئ نظر آئے۔



صحت یماری کی زد میں ہے۔ اور یماری ڈاکٹر کے عذاب میں ہے۔



ہم پر غربتی نازل ہوتی ہے تو اتنی کہ ہم اپنی زندگی سے ما یوس ہو جاتے ہیں۔ اور دولت نازل ہوتی ہے تو اتنی کہ ہم دوسروں کو زندگی سے ما یوس کر دیتے ہیں۔



امن کا علاج نہیں کیونکہ یہ بیماری نہیں عذاب ہے۔



ہم جو کچھ زبان سے کہتے ہیں۔ دل سے اس کی لفگی کر دیتے ہیں۔ اور پھر وہ ہی حال۔۔۔ یعنی براحال ہوتا ہے۔



اگر خوف زدہ انسان بے خوف ہو جائے تو خوف زدہ کرنے والے کی طاقت کمزور ہوئی شروع ہو جاتی ہے۔



انسانوں کا قتل عام کر کے ان کے خون سے اپنے چہروں کو سرخ رو بھجتے رہے ہیں۔



جس شخص کا سر ما یہ وطن سے باہر ہو وہ خود کو وطن میں غریب الوطن محسوس کرے گا۔



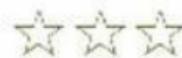
شہر بھرے کے بھرے رہتے ہیں لیکن ہر دس سال بعد چھرے تبدیل ہو جاتے ہیں۔



زمین کا انتقال کرتے، کرتے ہمارا اپنا انتقال ہو جاتا ہے۔



صحیح صادق ہو یا کاذب نور کا پرتو ہے۔



مسلمانوں کو عبادات کے مغبوم سے ماحتہ آگاہ کرنے کے لئے حضور اکرم نے اپنی حیات مبارکہ میں عملی کردار ادا فرمایا۔ عبادات کے اس مغبوم میں نہ اضافے کی گنجائش ہے نہ تخفیف کی۔



دنیا میں اگر کوئی شناخت ممکن ہے تو وہ ہم رنگی و یک رنگی عقیدہ ہے۔



عجیب نہیں آشکار نہ ہو تو عجیب کیسے کہاائے۔



اللہ ایسا رازق ہے کہ بچے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے رزق کا انتظام کر چکا ہوتا ہے۔



اہل باطن دراصل ظاہر کی اصل کو پہچانتے ہیں۔



جہاں ہمارے پسند کی چیز بھیں میسر نہ آئے وہاں صبر کام آتا ہے
۔ جہاں بھیں ناپسندیدہ واقعات اور افراد کے ساتھ گزارنا پڑے
۔ وہاں بھی صبر کام آتا ہے۔



جہازِ نظرے میں ہوتے مسافروں کو دعا سکھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔



لوگ اللہ سے اس کے تقریب کے علاوہ سب کچھ مانگتے رہتے ہیں۔



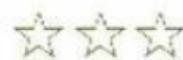
کسی کے احسان کو اپنا حق نہیں سمجھ لینا چاہئے۔



گناہوں کی وادیوں سے گزرنے والے انسان کو ماں باپ کے چہرے محفوظ کرتے
ہیں۔



اپنی اعلمنی کے احساس کا ہام علم ہے۔



انسان موت دیکھتے تو زندگی بھول جاتی ہے۔ زندگی دیکھتے تو موت یاد نہیں رہتی۔



جب مذکور تک پہنچ جاؤ تو پھر ذکر نہ کرنا



اگر صاحب مرتبہ شخص لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو تو تم جو کہ اس کا یہ مرتبہ انعام
ہے۔



گدا گروہ ہوتا ہے، جو ہر روز ایک مقام پر ایک جیسی صد الگاتا ہے۔



قوت فیصلہ کی کمزوری انسان کو تذبذب میں ڈال دیتی ہے۔



سکون خواہش سے نہیں نصیب سے ملتا ہے۔



ہر مقام بیک وقت مشرق بھی ہے اور مغرب بھی اور کوئی مقام نہ مشرق ہے نہ مغرب۔



بغافت کامیاب ہو جائے تو انقاپ کھاتا ہے۔ اور انقاپ ناکام ہو جائے تو بغافت
کھاتا ہے۔



نم آخري خوشی کے چھن جانے کا ہي تو ہام ہے۔



مشرق سے نکل کر مغرب میں ڈوب جانے والا سورج دراصل نہ کہیں سے نکلتا ہے۔ نہ
ڈوبتا ہے۔



کسی درخت کا کوئی پتا کسی پتے سے نہیں ملتا۔



امکاں میں رہنے والا ہر مکاں میں موجود ہے۔ اگر موجود ہے تو امکاں کیا ہے؟



میں یہ دنائیں کرتا کہ دشمن مر جائے میں یہ دنا کرتا ہوں کہ دوست زندہ ہو جائیں۔



خواب اس وقت تک حقیقت نظر آتا ہے۔ جب تک ثتم نہ ہو۔



ہر بیماری اپنے قریب ہی اپنا علاج رکھتی ہے۔



جس بہشت میں ضرورت شجر ممنون ہو۔ اس بہشت سے انسان جلد ہی نکل جاتا ہے۔



خوش نصیب وہ لوگ ہیں جن کو سرف ایک رات کا سفر ملا۔ ان کو کسی موڑ پر کسی
دورا ہے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔



شادی کے فیصلے کے وقت لوگ ماشی کے علم سے مستقبل کا سفر شروع کرتے
ہیں۔ یہیں پر فیصلہ خلطی کا شکار ہوتا ہے۔



کسی کا کہا ہوا کسی اور کا علم ہے۔ ایک کا چہرہ دوسرا کی تمنا ہے۔ دل اپنا ہوتا ہے اور
اس میں درد دوسروں کا ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆

انسان کی کائنات تو یہ ہے کہ اس کی مانی بھی اس کی اپنی نہیں۔

☆ ☆ ☆

جس کی رات بیدار ہو جائے اس کا نصیب جاگ اٹھتا ہے۔

☆ ☆ ☆

دل بجھ جائے تو شہر تباکے چڑاغوں سے روشنی حاصل نہیں ہوتی۔



مقابلہ کرنے کی خواہش معاون سے محروم کر دیتی ہے۔



ہماری زمین خطوط، علاقوں اور ملکوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔



آج کے انسان کا شعور میں اتفاقی ہے۔ اور مفادات قومی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انسان وہ نہیں جو وہ ہے۔



تہائی بیماری بھی ہے اور عذاب بھی۔



دیوتا بننے کی خواہش میں انسان، انسان بیٹھیں رہا۔



انتظار اس فاصلے کا نام ہے جس کے کٹ جانے کی امید ہو۔



انسان اپنے فصیب پر راضی رہے تو اطمینان حاصل کرے گا۔ فصیب میں تقابلی جائزہ
ناجائز ہے۔



دل اور غم ایک دوسرے کو بل جمل کر کھار ہے ہیں۔



برے مقاصد کے لئے محنت اگر کامیاب بھی ہو جائے تو بھی ناکام ہے۔



کوشش اور مجاہدہ بہت سچھ دے ستا ہے۔ لیکن ایک گدھ کو کوئی مجاہدہ گھوڑا نہیں بناتا۔



شادی اور محبت اگر الگ، الگ انسان سے ہو تو ایک طرفہ عذاب ہے۔



جب انسان کو اس حقیقت کا علم ہو جائے۔ کہ وہ ہن لوگوں میں مشہور ہے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں تو یہ ناموری ایک تہمت سے کم نہیں۔



جانوروں اور انسانوں میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ جانوروں کو نہ ماضی کی یاد رہتی
ہے نہ مستقبل کا خیال۔



سورج کو نمایاں ہونے کے لئے تاریکی درکار ہے۔



جنے عظیم لوگ تھے وہ غیر عظیم زمانوں میں آئے۔



جب وقت تھا مال نہیں تھا۔ اب مال ہے وقت نہیں ہے۔



جب تک انسان آنے والے زمانے کی پلانگ کرتا ہے۔ جو ان رہتا ہے۔



مجبور انسان اپنے جائز حق سے دست بردار ہوا ہی اپنے حق میں بہتر سمجھتا ہے۔



نیند و صرف اوقات کے درمیان وقہ ہے۔



وقت کے امداد و خزانوں سے ہمیں چند مدد و دایام ملتے ہیں۔ ہم اس وقت کو زندگی کہتے ہیں۔



چراغ صداقت آندھیوں اور اندر ہیروں کی یلغار میں نیشہ جاتا ہے۔



کربلا کسی واقعہ کا نہ میں بلکہ کربلا ایک دلخی استعارہ ہے۔



میرے اللہ! میری دعا ہے کہ اقبال کے کلام سے مسجد قرطبه کی نظم غالب ہو جائے۔ تاکہ میری یادیں احساس کی شدت و کرب سے آزاد ہو جائیں۔



غربتی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مایوس، ایک پر امید۔ مایوس غریب کفر کے قریب ہوتا ہے۔ اور پر امید غریب غربت کی بدولت، اللہ کے جبیب کے قریب ہوتا ہے۔



انسانوں کی حکوم پر یوں پر بینہ کر شاہی فرمان جاری کرنے والے ہم اگو نہیں، نہیں کہ
لئے قابل نفرت رہے۔



طاقتو رش جس شے کو خوف زدہ کرتی ہے۔ دراصل خود اس سے خائف ہوتی ہے۔



خور سے دیکھا جائے تو کرائے کے مکان میں رہنے والا ساری عمر خود کو پر دیکھتا
ہے۔



اگر سانس ایمان فرض ہے تو سانس کی حفاظت عبادت ہے۔



اختلاف کو اعلیٰ ظرفی اور رخندرہ پیشانی سے برداشت کرنا بقاء حیات ہے۔



ہم خلاوں میں نہیں رہتے اگر خلاوں میں بھی رہنے لگیں تو رابطہ کنشروں ناوارہی سے رہنے گا۔



گلاب، گلاب ہے عمل کرے یا نہ کرے۔ کانٹا، کانٹا بھی رہے گا چاہے کتنی بھی محنت
کرے۔



نیکلی کے سفر میں جہاں بھی آخری سانس آئے۔ وہ بھی منزل ہے۔



جو لوٹ معاشرے میں عزت دراصل بدناگی ہے۔



ہر نامور کسی نہ کسی حصے میں بدنام کہا جاتا ہے۔ درویش دنیاداروں میں پسندیدہ نہیں ہوتا۔ اور دنیادار درویشوں میں تاپسندیدہ رہتا ہے۔ سورج کی روشنی کو چھکاڑ، الو، اور ڈاکو تاپسند کرتے ہیں۔



مرتبہ، مقام، اور دولت انسان کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے۔



انسان تو خدا کی بھی عزت نہیں کرتے۔ حاکم کی کیا پرواہ کریں گے۔



آج کے کارکی اذیت یہ ہے کہ وہ طرت سے کٹ کر علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔



وارث شاہ نے پنجابی زبان کا ایم۔ اے نیں کیا، لیکن اس کے بغیر پنجابی کا ایم۔ اے نیں ہو گا۔



کوئی زندگی ایسی نیں جو اپنی آرزو اپنی حاصل میں مکمل ہو، کبھی آرزو بڑھ جاتی ہے۔ کبھی حاصل کم رہ جاتا ہے۔



جہاں دنامانگلہ والا ہے وہیں دنامنثور کرنے والا ہے۔



انسان اکثر ان چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اور اکثر ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ جو اس کے لئے مفید ہیں۔



کوئی چہرہ بیماری دے جاتا ہے۔ اور کوئی چہرہ شفا عطا فرما جاتا ہے۔



جتنا معلوم زیادہ ہو گا اتنا بھی احساس علمی زیادہ ہو گا۔



جن لوگوں کی کتابیں یونیورسٹی میں پڑھاتی جاتی ہیں وہ خود کس یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔؟



انسان خوش ہوتا ہے کہ اس کی دولت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور وہ بھول جاتا ہے کہ اس کی عمر بھتی جا رہی ہے۔



جس کو آپ یاد کر رہیں ہیں۔ وہ بھی کسی نہ کسی صورت آپ کو یاد کر رہا ہے۔



جمونا آدمی اگر تج بھی بولے تو وہ تج بے اثر ہو جائے گا۔



علم اور عمل کے درمیان فاصلہ کم کرنا شریعت بھی ہے اور وہ ایت بھی۔



اندرا بکو مایوسی نہ بننے دیا جائے تو انسان بد لے ہوئے حالات سے گھبرا تا نہیں۔



آج کے انسان کے ضروریات کے پاؤں اس کی وسائل کی چادر سے باہر ہیں۔



دشمنان اسلام متحد ہیں اور مسلمان متحد نہیں۔



صرف بزرگوں کی یادمنانے سے بزرگوں کا فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے بتائے ہوئے راست پر چلتے سے بات بنتی ہے۔



ذکر بھارت و نسل بھار نہیں۔



دریا کا مقصود اگر وصال بحر ہے تو یہ منزل صرف سمندر کے نام کا وظیفہ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتی۔



میر کارہ اال وہ بی ہے جو افراد کارہ اال میں یک جہقی، یک سمتی، یک نظری پیدا کرے



آج کے دور میں سکون قلب اس لئے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ کہ زندگی کے تقاضوں اور
نہ ہب کے تقاضوں میں فرق آگیا ہے۔



باڈشاہوں نے باڈشاہی چھوڑ کر درویشی تو قبول کی، لیکن کسی درویش نے درویشی چھوڑ
کر باڈشاہی قبول نہیں کی۔



اگر چہ یا مالک کے گھر میں پندرے کے اندر بھوک سے مر جائے تو چہ یا کا بنانے والا انسانوں سے قبر نازل کرتا ہے۔



ہمارا نظر یہ اپنی جگہ درست، لیکن دوسروں کے نظریات ان کے لئے اتنے ہی مقدس اور بامعنی ہیں۔



جو انسان اللہ کے جتنا قریب ہوگا۔ اتنا ہی انسانوں کے قریب ہوگا۔



پستیوں کی خدمت سے بلندی حاصل ہوتی ہے۔



جو شہزادگی میں خوشی بن کے داخل ہوتی ہے۔ وہ نم بُن کے رخصت ہو جاتی ہے۔



دان اور رات ایک ہی سورج کے دو روپ ہیں۔



ہم جس کو یاد کر رہے ہیں۔ وہ ہی تو ہمارے پاس ہے۔



ایک غریب آدمی بھی تھی ہوتا ہے اگر وہ دوسروں کے مال کی تمنا چھوڑ دے۔



منزل نصیب ہو جائے تو سفر کی صعوبتیں کامیابی کا حصہ کہا اتی ہیں۔



نہم کمزور ذرتوں کا راکب ہے اور طاقتور انسان کا مرکب۔



حضرت نا تمام آرزو کا نام ہے۔



اندیشہ آنے والے زمانے سے ہوتا ہے۔ اگر حال پر نگاہ رکھی جائے تو مستقبل کے
اندیشے کم ہو جاتے ہیں۔



دن کو لئنے والا اگر رات کو آرام سے سو جائے تو رہنم کے لئے دعا کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔



خوشی اور غم موسوں کی طرح آتے اور جاتے ہیں۔



بہار و خزانوں کے درمیانی وقف کا نام ہے۔ اور خزان و بہاروں کے درمیانی زمانے کا نام ہے۔



ہر انسان ایک طویل ماضی کی انتبا اور ایک طویل مستقبل کی ابتدا ہے۔



خواب میں خواب کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے، جتنا اپنے آپ میں ڈھب جاتا۔



کوئی کسی کی خوراک کی ضرورت پوری کیے بغیر اس سے خوراک کی آرز و چھین نہیں سُتا



انسان وطن میں خوبصورت آستانہ بنانے کے لئے بے وطن ہونا بھی گوارہ کر لیتا ہے۔



ایک بہتر مستقبل کی آرزو حال کو بدحال کر دیتی ہے۔ اور پھر مستقبل اسی حال کا حصہ بن کر رہ جاتا ہے۔



عزت سماج پر رعب کا نام نہیں۔ سماج کی خدمت کا نام ہے۔



اگر مرتبہ مل جائے اور استعداد نہ ہو تو اس سے بڑی آزمائش کوئی نہیں۔



خوراک جھوڑی کھائیں تو طاقت ملے گی، وہی خوراک اگر زیادہ کھائیں تو طاقت چھٹن جائے گی۔



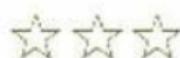
اگر علم عمل کا شاہد نہ ہو تو علم حجاب اکبر ہے۔



اگر منی بازار دو کان دار کے دم سے نہیں ہتر یہ ارکی مر ہون ملت ہے۔



آرزو کا سفر مرگ آرزو تک ہے۔ جو حاصل ہو گیا اس کی تمنا ختم ہو جاتی ہے۔ اور جو حاصل نہ ہو سکے وہ ایک حسرت نامام بن کر دم توڑتی ہے۔



نیکی کی آرزو ناکام ہوت بھی نیکی ہی ہے۔



وہ مسافر جسے گاڑی میں سیٹ نہ ملی، اپنے آپ کو بد نصیب سمجھتا ہے، اور جب گاڑی حادثہ کا شکار ہوتی ہے تو وہ ہمی انسان اپنی خوش نصیبی پر فخر کرتا ہے۔



صحیح وقت پر مناسب فیصلہ ہی کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔



رات کا انجاز یہ ہے کہ آج بھی پکار نے والوں کو جواب ملتا ہے۔



قوموں کے لئے ممالک ہیں لیکن انسان کے لئے کوئی خط نہیں۔



جب تک وفا نہ ملے تہمائی ختم نہیں ہوتی۔



سنس کا سفر ختم ہو جاتا ہے اُس کا سفر باقی رہتا ہے۔



دماغ بتاتا ہے کہ یہ سب کیا ہے، لیکن دل بتاتا ہے کہ یہ سب کیوں ہے۔ اور ایمان بتاتا ہے کہ یہ سب کس نے بنایا ہے۔



انتظارتاریکی میں روشنی کا سفر طے کرتا رہتا ہے۔



چیزوں کی صبح سے شام تک محنت کرتی ہے۔ اور اس کی کامیابی یہ ہے کہ خاک راہ سے رزق مل جائے۔



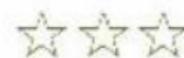
اکثر ایسے ہوتا ہے کہ محبت کامیاب ہو تو شادی کامیاب نہیں ہوتی۔



قیادتوں کی کثرت قیادتوں کی عدم موجودگی کی دلیل ہے۔



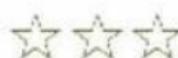
اگر عذاب آنے والا ہو، اور آیا نہ ہو تو یہ یہی وقت ہے دعا کا۔



آرام کی تمنا میں انسان بے آرام ہے۔ سکون کی آرزو ہی انحراب کا باعث ہے۔



وطن میں رہیں تو پیسہ نہیں ملتا، پیسے ملے تو وطن نہیں ملتا۔



جو انی ہاتھ سے یوں اڑ جاتی ہے، جیسے مہندی کارگ، بڑھا پا آتا ہے تو بس بھرنے کے لئے، ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے۔



زندگی میں جن ادیبوں کا کوئی پر سان حال نہیں ہوتا۔ مر نے کے بعد ان کے دن منائے جاتے ہیں۔



نیند انسان کو اس کی محنت کے بعد آرام پہنچاتی ہے۔ اور اسے نئی محنت کے لئے تیار کرتی ہے۔



قرآن پاک کی تفسیروں میں فرق ہے۔ نازل ہونے والی کتاب کی تفسیر بھی ہازل ہونے والی ہو سکتی ہے۔ الہامی کتاب کی ذہنی تفسیر از خود غیر معتر ہے۔



جن لوگوں نے اپنے وقت کو خوش گوار مستقبل کے لئے لگز ادا، وہ نہ سمجھے کہ وہ خوش گوار مستقبل کب آئے گا۔



گھریاں بڑھنی ہیں۔ اور عمر گھٹ گئی ہے۔



آرزو حاصل سے بڑھ جائے تو انسان غریب، حاصل آرزو سے بڑھ جائے تو امیر، حاصل اور آرزو بر ابر ہوں تو متوکل۔



انسان پستول کو اپنی جان کا محافظ سمجھتا ہے۔ اور خود پستول کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔



انسان دولت اکٹھی کرتا رہتا ہے تاکہ غریب سے فوج سکے۔ اور پھر اس دولت کو خرچ نہیں کرتا کہ غریب نہ ہو جائے۔



ترقیِ خوبصورت اتنا ٹوں کا نام نہیں، بلکہ خوبصورت احساس کا نام ہے۔



اشیا کا تقریب ہمیں افراد سے دور لے جا رہا ہے۔



اللہ کا حکم نہ مان کر ہمیں بڑے حکم ماننے پڑتے ہیں۔



انسان طاقت کی دلیل استعمال کرتا ہے اگر یہ طاقت کام نہ آئے تو وہ طاقت کی دلیل استعمال کرتا ہے۔



اللہ کا بڑا اکرم ہے کہ اس نے ہمیں بھولنے کی صفت دی۔ ورنہ ایک نعم ہمیشہ کے لئے نہم
ہن جاتا۔



ماہل کو اہلیت کا مقام مل جائے تو اس کی جان بھی خطرے میں ہوگی۔ اور ایمان بھی۔



مفید چیز مقدار میں بڑھ جائے تو غیر مفید ہو جاتی ہے۔



کسی طاقت کا منکراس کا بلیس کہا جاتا ہے۔



استاد کا خوف طالب علم کو علم کی لگن دے ستا ہے۔ اگر یہ خوف حد سے بڑھ جائے تو طالب علم میدان چھوڑ کر بھاگ نکلتا ہے۔



نماہی خوف کا دوسرا نام ہے۔



ہم جتنے قلوب خوش کرتے ہیں۔ اتنی نیکی ہے۔ اور جتنے دل زخمی کریتے ہیں۔ اتنی خامی ہے۔



ملازم پیشہ انسان کا کوئی دلیں نہیں، آج یہاں تک وہاں۔ ان لوگوں کی زندگی کا اندازہ لگا نہیں کہ یہوی کبھیں خود کبھیں۔



غربتی کے اندر یہ سے نکل کر تم اور بڑے اندریشوں میں بتا ہو چکے ہو۔

جب تک خیال کسی مقام پر نہ گھر رے ہم کسی مقام اپنی میں گھر سکتے۔



ہم لوگ عجیب حال میں ہیں۔ گھر میں مادری زبان بولتے ہیں۔ محفلتوں میں اردو، دفتروں میں انگریزی اور عبادت عربی میں کرتے ہیں۔



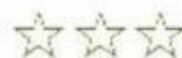
وجود مٹی سے آتا ہے، مٹی کے دلیں میں لوٹ جائے گا۔ روح آسمان یا الامکاں سے آتی ہے۔ وہہاں پرہ از کر جائے گی۔ اور پھر قرار آئے گا۔



زندگی سماجی قباحتوں میں بدستور گرفتار ہے، اور نہماز بدستور ادا کی جاری ہے۔



اندیشہ اضطراب کا ہم سفر ہے۔



جب ہماری تمنا کے پاؤں حاصل کی چادر سے باہر نکل آتے ہیں۔ تو ہمیں سکون نہیں ملتا۔



ڈھ بنے والے سے اس کی مدد سے پہلے اس کا عقیدہ ہو چھٹا قلم ہے۔



انسان اپنی پسند کو حاصل کر لے۔ یا اپنے حاصل کو پسند کر لے تو حسرت نہیں رہتی۔



نوکر پیشہ لوگ تխواہ کے دن کا انتظار کرتے ہیں۔ اور اس انتظار میں مہینہ گزارنے کے عذاب کو انتظار کرتے ہیں۔



کامیابی کے دامن میں سرتیس نہیں حرستیں ہوتی ہیں۔



مال جمع کرنے میں انسان زندگی خرچ کر دیتا ہے۔ اور آخر کار وہ دیکھتا ہے کہ اس کا دامن مال سے بھر گیا ہے۔ لیکن زندگی کی متاع ختم ہو گئی ہے۔



انسان کب پیری میں داخل ہوتا ہے۔ کب جوانی کو الوداع کہتا ہے۔۔۔ جب اس کو بینا کہنے والا کوئی نہ ہو۔



**THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM**

**LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.**



نیند برے انسان کے لئے اچھی ہے۔ اور اچھے کے لئے بردی۔



ترقی یافتہ ممالک اپنی طاقت اس حد تک بڑھا چکے ہیں۔ کہ ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کی آزادی کا منہبوم ختم ہو گیا ہے۔



اگر ایک عابد ڈاکٹر مریضوں کے حق میں صحیح نہیں ہو تو اس کے لئے اس کی عبادت منفعت نہ لائے گی۔



اپنی زندگی کو کسی کا احسان سمجھنے والا، پر سکون رہتا ہے۔



بڑھا پا جوانی کے انتظار میں ہے۔ اور جوانی بڑھا پے کے انتظار کا نام ہے۔



موہبہ ادا دا پنی پیری میں اپنی ادا دا کوہبہ پائے گی۔



فنا اور بقا کے درمیان نیند کا علاقہ ہے۔ جہاں انسان نہیں ہوتا لیکن ہوتا ہے۔



انسان ظالم کو معاف کر ستا ہے، لیکن اس کے خلماں کو نہیں بھول ستا۔



مستقبل کا خیال رہے تو انسان جوان ہے اور اگر صرف ماضی کی یادی باقی ہو تو انسان بوڑھا ہے۔



گناہ کا گناہ ناجزی پیدا کر رہا ہو تو وہ فتح سنتا ہے۔



چھوٹی نیکی کو کبھی چھوٹی نیکی نہ سمجھنا اور چھوٹے گناہ کو کبھی چھوٹا گناہ نہ سمجھنا۔



اگر یہ پتا ہو کہ جھوڑی دیر بعد سب بکرے ذبح ہو جائیں گے تو اب کیا لڑنا۔



موسم بدلتے، بدلتے آخری موسم آ جاتا ہے۔ جس کے بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ آخری باب ہے زندگی کا۔



اپنے استعمال میں آنے والے رزق کو مناسب استعمال کرنا بھی عبادت ہے۔



اگر آج کے انسان کو دولت اور خدا میں سے ایک کو چنانچہ تو وہ دولت کو قبول کر لے گا۔



اپنی زندگی کو بے ضرر بنانا عبادت کی ابتداء اور زندگی کو نفعت بخش بنانا اس کی انتہا ہے۔



سب سے بڑی طاقت یہ ہے کہ انسان طاقت حاصل کرنے کی خواہش سے بھی آزاد ہو جائے۔



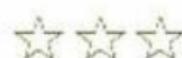
ناظر تک عطیات میں سب سے بڑا عطیہ پر سکون نیزد ہے۔



مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ دولت ہے۔ اور مسلمان بھی سب سے زیادہ غریب ہیں۔



ایک کافر اگر قرآن پڑھ لے تو مومن نہیں ہو جاتا، تقویٰ شرط ہے بدایت کے لئے۔



ماں کی دنادشت ہستی میں سایہ ابر ہے۔



غريب کو امیر ہو جانے کی امید نے سہارا دیا ہوا ہے۔ لیکن امیر کو غریب ہونے کے ذر
نے مغضطرب کر رکھا ہے۔



جاہل کے سامنے خاموش نہ رہنا، اور علم والے کے سامنے مت بولنا۔



اگر خوانش اور حاصل کافر ق مٹ جائے تو سکون مل جاتا ہے۔



اصل عقیدہ ہمارا عمل ہے۔ دوسرے کامل اس کا عقیدہ ہے۔



اللہ سے محبت کرنے والے ہر انسان سے محبت کرتے ہیں۔



اللہ کے قریب کر دینے والا غم دور کر دینے والی خوشیوں سے بدرجہ باہمتر ہے۔



طااقت کا استعمال حد سے بڑھ جائے تو اطاعت کی بجائے بغاوت پیدا کر ستا ہے۔



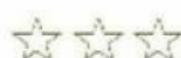
زبان اور لباس کی کیسانیت خیال میں کیسانیت پیدا کرتی ہے۔



ہمارا اصل دلیس ہمارے پاؤں کے نیچے مٹی میں ہے۔ یا سر کے اعینہ آسمان میں۔



نماز کا مد نا صرف نماز ادا کرنا ہی نہیں، بلکہ نماز کے انداز اور مغبووم کو زندگی میں رانج کرتا ہے۔



صبر والوں کی شان نرالی ہے، ان کا ایمان قوی ہے، ان کے درجات بلند ہیں۔ ان کے جسم پر پیوند کے لباس ہیں۔ اور ان کے در پر جبریل جیسے نام ہیں۔



ہم کسی کی دعا کی تاثیر ہیں۔ ہماری دنائیں کسی کسی اور زمانے کو اثر دیں گی۔



زیارت سے پہلے جانور اور پرندے مغضوب ہو جاتے ہیں۔



انسان کو جو چیز پسند ہے حاصل کر لے، یا پھر جو حاصل ہے اسے پسند کر لے تو سکون مل جاتا ہے۔



آرزو جب استعداد سے بڑھ جائے تو حسرت شروع ہو جاتی ہے۔



انتظار ایک منہ زور گھوڑے کی طرح ہے، اگر سوار کمزور ہو تو اگر کمر جائے گا۔ اور اگر سوار شہسوار ہو تو آسودہ منزل ہو گا۔



کامیاب فتح آخر ایک قاتل ہی ہوتا ہے۔ ہلاکو یا سکندر عظیم کام ایک ہی ہوتا ہے۔ اور غائبانہ بھی ایک ہی ہو گا۔



انسان کا یہ کتابڑا الیہ ہے کہ اس کے اپنے ہی اسے بیگانے دیں بھیج دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی جدائی میں بتا ہو جاتے ہیں۔



بڑھا پادر اصل جوانی اور جواں نظری سے علیحدگی کا نام ہے۔



نیند عابد کو عبادت سے محروم کرتی ہے۔ گناہ گار کو گناہ سے بچاتی ہے۔



خوراک جسمانی طاقت کے لئے ضروری ہے، لیکن اگر خوراک کا استعمال حد سے بڑھ جائے تو صحت کی تباہی کی علامت ہے۔

☆ ☆ ☆

آج اتنا مشکل دوڑ ہے کہ اس میں نیکی نہیں ہو سکتی، پھر بھی مساجد بھرئی پڑی ہیں۔

☆ ☆ ☆

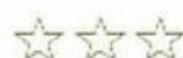
بدی کا موقع ہوا اور بدی نہ کرو تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

☆ ☆ ☆

اللہ کے خوف سے اپنی زندگی سے وہ کام نکال دو، جو اللہ کے خوف کا باعث ہو ستا ہے



ہر طاقتوں کے اوپر ایک طاقت مسلط ہے، جو شایدی محسوس نہ ہو۔ لیکن یہ اپنا کام کر رہی ہے۔



آج کا انسان سکون کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھولنے چلا گیا ہے۔ لیکن اس سے دل کا دروازہ نہیں کھلتا۔



جب عذاب آئے کا وقت ہو تو تو بچھن جاتی ہے۔



کسی انسان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جو تم اپنے ساتھیوں میں چاہتے۔



سامنہ کی ترقی کے باوجود رزق کا نظامِ مشیت و معاشیات، تقسیم و ولت کا سارا نظام
بارش کے ختم ہونے سے ختم ہو جائے گا۔



نیند زندگی کا ایک ایسا آئینہ ہے جس میں موت کا عکس دکھانی دیتا ہے۔



الله والے خیال کے جرم یا خیال کے گناہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ عمل کا گناہ تو وقت کے ساتھ ہے یہی ختم ہو جاتا ہے۔ خیال کا گناہ غفلت سے شروع ہوتا ہے اور اس کی انتہا کفر تک ہے۔



اگر دو آدمی ایک دوسرے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے تو انہیں ایک دوسرے کے لئے اضافی بوجھ نہیں بننا چاہیے۔



وہ پرندے جو سردار علاقوں سے گرم علاقوں کی طرف بھرت کرتے ہیں۔ اپنے دل اور اپنی نگاہوں کی گرمی سے انہوں کو گرم رکھتے ہیں۔ انہیں سیتے ہیں۔



خیال عادل نہ ہو تو عمل عادل نہیں ہو ستا۔



مُبھر کا انتظار کرو آپ میں سے ہی آپ کے اس پاس آپ جیسا انسان نہ جانے کب
کہاں بولنا شروع کر دے، ہماعت متوجہ رکھو۔



تاریخ کو یاد رکھنے کی بجائے تاریخ بنانے کی فکر کرنا چاہیے۔



طاقت خوف پیدا کرتی ہے، خوف نفرت پیدا کرتا ہے۔ نفرت حد سے بڑھ جائے تو بغاوت پیدا کرتی ہے۔ اور بغاوت طاقت سے نکر اکرا سے شتم کر دیتی ہے۔



اگر ہم تمام شعبہ ہائے حیات میں زندگی کے فرائض ادا نہ کریں اور معبود کی عبادت جاری رکھیں تو یہ نشانے عبادت نہیں۔



تیم کام کھانے والا بزرگ تیم خانے بنائے، سکون نہیں پائے گا۔

سے زیادہ بدقسمت وہ بورڈھا ہے جس کو بڑھاپے میں گناہوں کی تمنا ہو۔



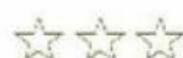
نیند کے عالم میں یہ جاننا کہ انسان نیند کے عالم میں ہے، بہت مشکل ہے۔



بڑی قو میں جب طاقت کی دھمکی دیتی ہیں تو اس کا مغبوم مہذب دنیا کی مکمل تباہی کے قریب ہوتا ہے۔



خالق نے انسان کی تحقیق فرمائی۔ ان کا انتظام تخلیق کے حوالے سے فرض ہے۔ اور دین کے حوالے سے ان کی اصلاح عبادت ہے۔



پیٹ میں آگ ہو تو دل میں سکون کہاں۔



اندیشہ امید سے تلتا ہے۔ امید رحمت پر ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔



آرزو اور استعداد کے فرق سے حسرت پیدا ہوتی ہے۔



انسان، انسان کا مطابعہ چھوڑ کر کائنات دریافت کرنے چلا ہے۔ اور کائنات کی عظیم و امداد و دعویٰ میں تہائی کے سوا کیا ملے گا۔



اگر تم ناہوں پرستی بن جائے تو انتظار عذاب ہے۔



نیند تو محنت کا حق ہے لیکن آج یہ حق دو اُنی کے بغیر نہیں ملتا۔



کامیاب مسکراہٹ میں بڑے آنسو پہاڑ ہوتے ہیں۔



موت سے بچنے کی کوشش نے جی انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔



اگر جوانی میں انسان اپنے مستقبل کا خیال رکھ تو بڑھا پے میں حرتوں کا شمار بہت کم ہوتا ہے۔



خواب کو حقیقت مان لیا جائے تو تعبیر کی حقیقت ایک اور خواب بن کر رہ جاتی ہے۔



وہدت کے جلوے کثرت میں پہاڑ ہیں۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لئے احتیاط اور استاد کا مل کی ضرورت ہے۔



اگر ایک باتھو اللہ کے لئے رکھ دو تو سارا وہ جو دبی اللہ کا ہو جائے گا۔



دوسروں میں سے ایک چنان پڑتا ہے۔ دنا کرو کہ ایک ہی راستے کا سفر ملتے۔



پیسہ آتا ہے غرور دینے کے لئے، اور جاتا ہے مسکینی دے کر۔



اگر غریب فاقہ سے مر رہا ہو تو امیر یقیناً بدھشمی سے مرے گا۔



گزر رہوا واقعہ گزرتا ہی نہیں ہے، آج بھی ہم دن مناتے ہیں۔ اور اس دن کو آج کا دن کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ کل کا دن تھا۔



بڑے بڑوں کی بڑی، بڑی خدمت کرنے کی بجائے چھوٹے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ضرورت پوری کر دی جائے۔



در اصل سورج نہ کبیں سے نکلتا ہے اور نہ کبیں ڈوبتا ہے۔



اس زمین پر ہونے والا یہ سفر ہمارا پہلا سفر ہی درحقیقت ہمارا آخری سفر ہے۔



اسلام صرف روایات کا نام نہیں۔ صرف احکام اور ارشادات کا نام نہیں۔ مسلمانوں کے متفقہ عمل کا نام بھی اسلام ہے۔



یہ نہ پوچھو کہ وہ حق سے محروم کیوں ہوا۔ تم یہ دیکھو کہ تم نے حق سے زیادہ کیوں حاصل کر لیا۔ تیرا حاصل ہی اس کی محرومی بن گیا۔



اگر کہیں شک بھی ہو جائے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ تو اس کے قریب ہو جاؤ۔



اگر حال محفوظ ہو جائے تو سارا مستقبل محفوظ۔



بدآدمی بدی نہ کرے تب بھی بد ہے۔ اور نیک آدمی نیکل نہ کرے تب بھی نیک ہے۔



ہم بڑے شتر کے ساتھ اسلام کا پر چار کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات کا بھی خوف رہتا ہے کہ ہم پر بیاد پرستی کا الزام نہ آئے



ہر انسان دوسرے انسان کی ضرورت کا خیال رکھے، تو عقائد کا اتنا دُختم ہو



دنیا کے عظیم رہنماء وقت کے دینے ہوئے معیار سے بلند ہوتے ہیں۔



جوانی کے فیصلے جوانی میں بھلے گتے ہیں۔

THE END----- انتہام -----



اگر اللہ معاف کردے تو گناہ کیا ہے، اگر اللہ نام منظور کردے تو نیکی کیا ہے۔



اگر آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا تو یہ سمجھ لیں، کہ کسی نے آپ کو قبول نہیں کیا



اپنے آپ کو بد نصیب کہنے کے گناہ سے بچتے رہو۔



جو آدمی موت سے نہیں بکل ساتا، وہ خدا سے کیسے بکل ساتا ہے۔



اپنی بستی سے زیادہ اپنام نہ پھیلا دو، نہیں تو پریشان ہو جاؤ گے



دور کا کوئی مقام ایسا نہیں ہے جو قریب نہ آ سکے



آپ کی قیامت اس دن آجائے گی، جس دن آپ نہیں ہونگے۔



دعا کر تم اس عبادت سے بچ جاؤ۔ جس میں اللہ کا قرب نہ ملے۔



شیطان اس لئے شیطان بنा، کہ اس نے عبادت کو تو مانا، لیکن معبد کو نہیں مانا۔



اگر اللہ معاف کر دے تو گناہ کیا ہے، اگر اللہ نام منظور کر دے تو نیکی کیا ہے۔



اگر آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا تو یہ سمجھ لیں، کہ کسی نے آپ کو قبول نہیں کیا



اپنے آپ کو بد نصیب کہنے کے گناہ سے بچتے رہو۔



ہم خیال لوگ ہم سفر ہو جائیں تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔



عبدات سے مکمل تر کیہ نفس نہیں ہوتا، بلکہ عبادت سے نظرہ نفس ٹھیل جاتا ہے۔



لوگوں سے الگ رہ کے سوچو گے تو لوگوں سے الگ سوچ مل جائے گی۔



عبدات نجات تک پہنچاتی ہے۔ عشق محبوب ﷺ تک پہنچاتا ہے۔



پیامبرؐ کے بعد گھر میں ایسے رہنا، جس طرح میری موجودگی میں رہتے ہو



انسان کے پاس جتنے امکانات ہیں۔ وہ سب کے سب اس لئے بھی پورے نہیں ہو سکتے، کہ زندگی کے اپنے خبرنے کے امکانات کم ہیں۔



دو منصوبوں پر کام یکسوئی سے محروم کر دیتا ہے۔ اور یکسوئی کے بغیر عروج حاصل نہیں ہوتا۔



ہمارا ہونا کس کام کا، اگر ہمارے نہ ہونے کا کسی کو کچھ فرق نہ پڑے۔



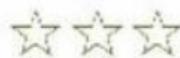
بولنے والی زبان، سننے والے کان کی ممتاز ہے۔



جو شخص دعا کا طالب ہے، وہ خدا کا طالب ہے۔



الفاظ بھی کے دم سے انسان کو جانوروں سے زیادہ ممتاز بنایا گیا ہے۔



ہر آنماز کا ایک انجام ہوگا۔ اور ہر انجام کسی آنماز پر منحصر ہوگا۔



انسان کو انسان پر رعب جمانے اور انہیں جھپٹ کی دینے کا کوئی حق نہیں، یہ نتیجی
احتفاق ہر ف غرور نفس کا دھوکا ہے۔ اور غرور کسی انسان میں اس وقت نہیں
آ ستا۔ جب تک وہ بدقسمت نہ ہو۔



ضمیر کی آواز نہ تو ظاہری زبان سے دی جاتی ہے۔ اور نہ ہی ان کا نوں سے سنائی دے
سکتی ہے۔



دی کروز غلام مسلمان آزاد مملکت حاصل کر گئے۔ اور آج دی کروز مسلمان اس
مملکت اور اس کی حفاظت کرنے کا حق ادا نہیں کر رہے۔



جب تک ہم والدین کے گھر میں رہتے ہیں۔ ہم خوش رہتے ہیں۔ اور جب شومنی قسمت اسی مکان میں ماں باپ ہمارے گھر میں رہنے لگیں تو ہم اچھا محسوس نہیں کرتے۔



ہر انسان کو ہر جا وہ نظر نہیں آتا اور جنہیں کچھ نظر آتا ہے انہیں بھی بس ایک حد تک آشنا فی ہوتی ہے۔



نجائیات دہر میں سب سے بڑا عجوبہ آنکھ ہے۔



کہانی سنائے والا کوئی نہ ہو تو بھی کہانی خود کہانی سناتی رہتی ہے۔



تمذبذب اس مقام کو کہتے ہیں۔ جہاں آگے جانے کی ہمت نہ ہو۔ اور واپس جانا ممکن نہ ہو۔



انسان اپنا بہت کچھ بدل ستا ہے۔ حتیٰ کہ شکل بھی تبدیل کر ستا ہے۔ لیکن وہ نظرت نہیں بدل ستا۔



اگر ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا، اس نے آپ کو دیکھا اور خاموشی سے آپ کی زندگی اور آپ کی حفاظت کے بارے میں دعا کر دی۔ تو اس سے دل کا رابطہ قائم ہو گیا۔



حق و اے کو اس کا صحیح حق مل جانا ہی عدل ہے۔



دنیا میں سب سے آسان کام نصیحت کرنا ہے اور سب سے مشکل کام نصیحت پر عمل کرنا ہے۔



استعداد سے زیادہ کی تمنا، ہلاکت ہے، اور استعداد سے کم کی خوانش آسودگی ہے



حق کیا ہے، استعداد کے مطابق حاصل، احسان کیا ہے حق سے زیادہ حاصل، محروم کیا ہے حق سے کم حاصل۔



آن سو قرب کا ثبوت ہیں، جب روح کا روح سے وصال ہوتا ہے تو آپ کو آنسو آ جاتے ہیں۔



زبان اور کان کے استعمال سے پہلے آنکھوں کا استعمال کرنا چاہیے۔



ہم ایک محدود رسانی کی آنکھ سے احمد و دمندر کو دیکھتے ہیں اور پھر فوراً فیصلہ کر دیتے ہیں، کہ ہم زمین کی وسعتوں میں پھرے، سمندروں کی تہہ تک پہنچے، خلاؤں کا چپہ، چپے چھان مارا۔ ہمیں کوئی خدا نہیں ملا۔



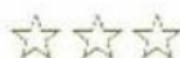
اگر انسان کے اعمال اپنے منطقی نتائج پر منج ہوں، تو رحمت کا لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا۔



ہن لوگوں کو اللہ کی معرفت ہوتی، انہوں نے یہی اعلان فرمایا کہ حق معرفت اداگرنا
انسان کے بس کی بات نہیں۔



آپ ﷺ کی ذات گرامی اتنی مکمل ہے کہ آپ ﷺ کے دم سے ہی صفات کی تکمیل
ہو گی۔



خواب نہ چھوڑے جاسکتے ہیں۔ نہ پورے کیے جاسکتے ہیں۔۔۔ بس دیکھے جاسکتے ہیں۔



جس کا آغاز نہیں، اس کا انعام نہیں ہوتا، اللہ ہر آغاز سے پہلے اور ہر انعام کے بعد ہے۔



دراصل خود پسندی اور خود پرستی کا منطقی نتیجہ اپنے آپ سے اور دوسروں سے بیزاری ہے



مختصہ سے حاصل تک سارا سفر تمام یقیانیات، تمام آسانشوں اور تکلینوں سمیت منزل ہی کہا جاتا ہے۔



جب انسان کے دوست اور اس کے دشمنوں میں فرق باقی نہ رہے تو اسے جینے اور
مرنے کے درمیان کیا فرق معلوم ہو گا۔



آدمی مر جاتا ہے، اور زندگی پھر بھی زندہ رہتی ہے۔



ہم وقت سے پچھے رہ جاتے ہیں، یا خوابوں میں وقت سے آگے نکل جاتے ہیں۔ لیکن
وقت کے ساتھ، ساتھ کیوں نہیں چلتے۔



وہ لوگ جو انسان کو چھوڑ کر یا اس سے منہ موڑ کر خدا کی تلاش کرتے ہیں۔ کامیاب نہیں ہو سکتے۔



اگر انسان صرف اپنے ماں باپ کے عمل سے پیدا ہوتا تو ماں باپ کو یہ حق ہوا چاہیے کہ وہ چاہیں تو بیٹھے پیدا ہوں۔ اور چاہیں تو بیٹیاں پیدا ہوں، لیکن ایسا نہیں ہے۔



انسان ہمیشہ مسافر خانوں میں آباد رہنا چاہتا ہے۔ قبرستان میں کھڑے ہو کر اپنے ہمیشہ رہنے کا بے بنیاد دعویٰ کرتا ہے۔



انسان کی سوچ کتنی امحدود ہے، کہ وہ ہر چیز کے بارے میں سوچ ستا ہے، لیکن یہ سوچ کر شرمند ہو جاتا ہے کہ انسان خود ہی محدود ہے۔



جس آدمی نے حصول زر کو متصدیات بنایا، اس کے لئے کسی اور قسم کی بندش اور پابندی بے معنی ہو جاتی ہے



میں مزارات کے بارے میں سوچتا ہو، خانقاہوں کے بارے میں سوچتا ہوں۔ یا اللہ یہ کون لوگ تھے۔ کہ ان کے ہاں مر جانے کے بعد بھی میلہ لگا رہتا ہے۔



الفاظ سے مضمون اور مضامین سے الفاظ کے رشتہوں کا علم ہی انسان کو مصنف بناتا ہے۔



قانون تو یہ ہے کہ محنت کرنے سے رزق ملے گا۔ لیکن جب دینے والا چاہے تو بے حساب دے دیتا ہے۔



ہم لوگ اسی سائل کو جھٹکی دیتے ہیں، جسے ہم کچھ نہیں دیتے۔ ایک تو اس کی مدد نہیں کرتے، دوسرا سے اس کی تذلیل کرتے ہیں، اور تیسرا سے اس غرہر کا اظہار کرتے ہیں، جو نہیں اپنے مرتبے پر ہے۔



ہم خوش فہمیوں اور خوش گپیوں میں اتنے مصروف ہو جاتے ہیں۔ کہ ان جام نظر وہ سے
اوچھل ہو جاتا ہے۔ ضمیر کی آواز اس خواب گراں سے بیدار کرتی ہے۔



جب محروم اور غریب اس مقام پر پہنچا دیا جائے، کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے
گے۔ تو وہ وقت امراء کے لئے آغاز عبرت کا وقت ہوتا ہے۔



اصل جلوہ نظر آنے والے جلوے کے بر عکس بھی ہو ستا ہے



جیسا کہ نظر آنے والے ستارے، یوں محسوس ہوتے ہیں، کہ نئے، نئے ٹھہراتے دیے
ہیں۔



آنکھیں اس کائنات کے ساتھ ہمارے رابطے کا ذریعہ ہیں۔



چھن جانے کے بعد جس مقام کی دوبارہ تلاش شروع ہو جائے وہی مقام انسان کا
بہشت ہے۔



کال کی سوچ کو غلط سمجھ کر انسان آج کی سوچ پر ماز کرتا ہے۔ آنے والے کال میں یہ سوچ بھی غلط ہو سکتی ہے۔



اگر ہزاروں من چینی بھی ڈال دی جائے تو کڑوا کنوں میٹھائیں ہو ستا۔ پانی کا اصل ذائقہ اس کی فطرت ہے۔



جس دور میں انسان کو حقوق کے حصول کے لئے جہاد کرنا پڑے اسے جبر کا دور کہتے ہیں۔ اور اگر حقوق کے لئے سرف دنما کا سہارا ہی باقی رہ جائے تو اسے خلیم کا زمانہ کہتے ہیں۔



منافق وہ ہے جو اسلام سے محبت کرے اور مسلمانوں سے نفرت۔



جس چیز کو ہم باعثِ عزت سمجھ رہے ہیں۔ اس کی موجودگی میں لوگ ذلیل ہیں۔



آپ کے سانس گئنی کے مقرر ہو چکے ہیں، نہ کوئی حادثہ آپ کو پہلے مار ستا ہے۔ نہ کوئی حفاظت آپ کو دیر تک زندہ رکھ سکتی ہے۔



کوئی بھی عظیم انسان اگرچہ عام انسانوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی ایک صلاحیت ایسی رکھ دی گئی ہے جس نے ہر صورت پکھنہ پکھ کرنا ہوتا ہے۔



آج کے انسان کے پاس اپنے لئے بھی وقت نہیں ہے۔



اللہ ہر آخر کا اول اور ہر اول کا آخر ہے۔



حال کی غلطی جو مستقبل میں اپنے لئے سزا مرتب کر چکی ہے، اس سے بچانے والی شرح رحمت کہا جائے گی۔



جس آدمی کو قلم کی طاقت عطا کی گئی، اس سے یہ پوچھا جائے گا، کہ اس نے اپنی تحریر کس سمت میں استعمال کی۔



آپ ﷺ نے اللہ کریم کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ ہماری تحقیق میں نہ آئنے کے باوجود صداقت ہے، بلکہ صداقت مطلق ہے۔



یہ خوشی کی بات نہیں کہ سب ختم ہو جائیں؛ اور میں ہی زندہ رہوں... یہ اپنی موت کی ایک شکل ہے۔



رات سورج ہی کے ایک انداز کا نام ہے۔



الله انسان پیدا کرتا ہے، انسانوں سے پیار کرتا ہے اور لوگ عبادت کے بھانے انسانوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔



مشرق سے پرے بھی مشرق ہے مغرب کے پار بھی مغرب ہی ہے۔



وقت کث جائے اور فاصلہ نہ کئے تو زندہ رہنے کا کیا جواز ہو ستا ہے؟



یہ کیا راز ہے کہ آباد، مہذب اور متول شہروں کے اندر خانہ بدوشوں کے پھٹے ہوئے
نہیں موجود ہوتے ہیں؟



ہم عجیب لوگ ہیں ہو اقتع ضائع کر دیتے ہیں اور پھر ان کی تلاش شروع کر دیتے
ہیں۔



انسان نے جس مقام پر انسانوں کو چھوڑ کر خدا سے محبت کا دعویٰ کیا وہ اکثر غلط نکا۔



اس زندگی کو ضابطہ اخلاق دینا انسان کے بس میں نہیں کیونکہ انسان ایک محدود سوچ رکھتا ہے۔



اگر ظاہری مرتبے قائم بھی رہ جائیں تو انسان اندر سے قائم نہیں رہتا۔



مغرب کے پاس پیسہ ہے اور دین نہیں، ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

☆ ☆ ☆

ایک بے فرار دل اگر غزل کہہ دے تو بڑا روں بے قرار دلوں کو فرار آ جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

الفاظ کے بغیر حسن خیال بس جلوہ ہے ہصرف جلوہ، ایک گونگے کے خوبصورت خواب کی طرح۔

☆ ☆ ☆

کائنات کا کوئی اصول ایسا نہیں، جس میں استثنائے ہو۔



جہاں ایک دوڑتم ہوتا ہے، وہیں سے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔



ضمیر کی آواز پر کان نہ دھرنے والے بڑے بڑے محاذات میں رہنے کے باوجود اپنے
پچھے ویرانیاں چھوڑ گئے۔



دشمن کبھی طاقتور نہیں ہوتا، لہس دوست ہی چھوڑ جاتے ہیں۔



شادی کا رشتہ ایسا ہوتا ہے جو ملبہار میں شروع ہوتا ہے۔ اور دیپک راگ میں ٹتم ہو جاتا ہے اور پھر سکون بخش رشتے کے افیت ناک پہلو نمایاں ہونے لگتے ہیں۔



جنے ستارے میں اگر انہی زمینیں اکٹھی کر دی جائیں تو شاید ایک ستارے کے اصل وجود کے برابر ہو



آنکھ سب کچھ دیکھ سکتی ہے، لیکن یہ صرف اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔ خود بینی کے لئے اسے کسی آئینے کی ضرورت ہے۔ کسی اور کسی ضرورت ہے۔



جب ذہن پختہ ہو جائے تو اصلاح کا امکان کم ہو جاتا ہے۔



بدنصیب ہیں وہ مسافر جو آدھے سفر کے بعد ذوق سفر سے محروم ہو جاتے ہیں۔



ہم سفر آدمی اگر ہم فطرت نہ ہو تو ساتھ بھی منزل تک نہیں پہنچتا۔



جو لوٹے معاشرے میں عزت کے نام سے مشہور ہونے والا آدمی دراصل ذلت
میں ہے۔



دعا یہ کرو کہ اے اللہ جو تو نے دینا ہے، وہ بغیر مانگ دے۔ اور جو کچھ تو نے نہیں دینا
اس کے مانگنے کی توفیق بھی نہ دے۔



فانی کی محبت فنا پیدا کر دے گی، باقی کی محبت بقا پیدا کرے گی۔



وہ زمانہ جس میں کچھ لوگ حق سے محروم ہوں۔ اور کچھ لوگ حق سے زیادہ حاصل کریں، افرانفری کا زمانہ کہاata ہے۔ جہاں ہر شہر جنس، ایک بھی دام فروخت ہونے لگے، اسے اندر ہیر نگری کہتے ہیں۔



بزار محنت کی جائے بزار استاد، رکھے جائیں، شعر اس وقت تک موزوں نہیں ہوگا، جب تک انسان کے باطن میں شعربیت اور غصگی نہ ہو۔



اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں کسی مصنف کو نہیں مانتا، کسی کمیائے سعادت کو نہیں مانتا، یا کسی نجح الباافت کو نہیں مانتا، یا کسی کشفاً مجھ ب کو نہیں مانتا کہ ان کے مصنفوں مر گئے یا ختم ہو گئے تو ادب سے یہ سوال پوچھا جاستا ہے کہ قرآن کو کیسے زندہ کلام مانتے ہو، اور حدیث کو کیسے زندہ کلام مانتے ہو۔



عدل کرنا سرف خوف خدا اور فضل خدا سے ممکن ہے۔



عقل کے اندر ہے سنی ان سنی کر کے دھڑام سے نیچے گرتے رہتے ہیں۔، اور پھر یہ گلہ ہوتا ہے، کہ کاش مجھے کوئی اٹھی مار کے تمباکاتا، کہ واقعی آگے اندر ہاکنوں ہے۔



تم کیسے نظر آؤ گے اس دن جب عمل تبدیل کرنے کا موقع نہ دیا جائے گا۔ جب تو بکا لفظ تو ہو گا۔ لیکن اس کے معنی نہ ہونگے۔



ہم تو یہ بھی نہیں بتاسکتے، کہ آنکھ میں بینائی کہاں رہتی ہے۔



رات کو سونے کے بعد صبح کی بیداری اللہ کی رحمت کے سہارے ہوتی ہے۔



وہ لوگ جو لذت خطابت میں آکر لوگوں کو غلط راہ پر ڈال دیتے ہیں۔ اپنے لئے
محیبت مرتب کر رہے ہیں۔



آپ ﷺ کا کردار، کردار کی انتہا ہے۔



یہ تو اپنے نہ ہونے کا اصل جواز ہے کہ کوئی نہ ہو۔



اگر چیزوں کو ان کے اصل کے حوالے سے پہچانا جائے تو ہر شے ایک ہی شے ہے۔



اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اسے مصور سے پیار ہے۔ لیکن اس کی بنائی ہوئی تصویروں سے پیار نہیں تو اس شخص کو کیا کہا جائے گا۔



قرباتی اور خودکشی میں بڑا فرق ہوتا ہے، خودکشی کرنے والے برپا ہو جاتے ہیں۔ اور قرباتی دینے والے شادابی کی منزل میں پہنچا دیتے جاتے ہیں۔



خطرہ اندر ہو تو باہر دوڑنا کس کام کا؟ اپنے اندر کے خطرے سے اندر کی دوڑ بچا سکتی ہے۔



اک گھر میں پانے والے جڑواں بھائی بھی ایک جیٹے میں ہوتے۔



دھاگا گاؤٹ جائے تو اسے جوڑا جاستا ہے۔ لیکن گرہضروہ رلگ جاتی ہے۔



جو شخص اللہ کے ہاں جتنا محبوب ہوگا۔ اس کے لئے انسانوں کی دنیا اتنی ہی محبوب ہو گی۔ اس لئے جو انسان محبوب رب العالمین ﷺ ہے وہ ہی انسان رحمت العالمین ﷺ ہے۔



اخلاقیات کا نہ ہب مذہب ہی نہیں، یہ ہر آدمی اور ہر انسان کا اپنا نہ ہب ہو جاتا ہے۔ نہ ہب کی اخلاقیات ہر دور کے لئے، ہر زمانے کے لئے ایک خوبصورت نتیجہ حاصل کرتی ہے۔



انسان اپنے آپ کو خواہشات کے پتھر میں چنوا تارہتا ہے۔ اور جب آخری پتھر اس کی سانس روکنے لگتا ہے تو پھر وہ شور مچاتا ہے۔



کیا ایسا ممکن نہیں کہ شاہی مسجد کا امام گورنر ہو یا گورنر شاہی مسجد کی امامت کے فرائض ادا کرے۔



تیری آنکھ نظاروں کا ایک حصہ ہے۔ یہ نہ ہو تو نظاروں کا حسن ثتم ہو جاتا ہے۔



کسی معاشرے میں استعمال ہونے والے الفاظ کا بغور مطالعہ کرنے سے اس معاشرے کا اخلاقی معیار واضح ہو جاتا ہے۔



کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہونے والا زندگی بھر مسلمان رہتا ہے، اگر اسلام سمجھ میں نہ بھی آئے تو بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔



محبت خاموش بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن الفاظ محبت کو پسخواہ اور چاشنی اور رنگ عطا کر دیتے ہیں۔



یونیورسٹی شکر کو علم تو دے سکتی ہے، لیکن شکر بننے کا علم نہیں دے سکتی۔



پیغمبر کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ماں باپ اور اساتذہ کا ہے۔



کامیاب ریاست توہینی ہے کہ ایک خوبصورت عورت، زیورات سے لدگی ہوئی تن
تہاں ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سفر کر جائے اور اسے کوئی خطرہ نہ ہو۔



آج جگہ، جگہ کلینک کھل چکے ہیں۔ یہ اس بات کا دلیل ہے کہ انسان کا باطن مریض ہو
چکا ہے۔



محبت دل کی صحت ہے اور بے مردگی بیماری ہے



معاشرے انسان کو جنم دیتے ہیں۔ اور انسان معاشرے کو جنم دیتا ہے۔



جب آپ اپنے ماں کو حال پر فوقيت دیتے ہیں تو آپ مذہبی آدمی بن جاتے ہیں۔ جب مستقبل کو فوقيت دیتے ہیں تو پھر سائنسی آدمی بن جاتے ہیں۔ سائنس ماں سے نجات پاتی ہے، جب کہ مذہب ماں کی طرف رجوع کرتا ہے۔



جو کسی متصد کے لئے مرتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں ہیں، اور جو بے متصد جیتے ہیں۔ وہ جیتے نہیں ہیں۔



عبدالنفس کے شر سے بچاتی ہے۔ تزکیہ میں کرتی ہے زکیہ سرفہمشق کرتا ہے۔



انہر یا علم سے محبت کے بجائے علم کی ہیبت طاری کر رہی ہیں۔



روئے والی آنکھ قرب حق کے ذرائع میں سب سے بڑا ذریعہ ہے۔



کلامکس یا نقطہ عروج اس مقام کو کہتے ہیں۔ جس کے بعد یہ مقام نہیں رہتا۔



حسنو عطا فرما کر تھے تھے۔ کہ اے اللہ مجھے چیزوں کو ان کی اصلی طرفت میں دیکھنے کا شعور عطا فرما۔



ایک دوسرے کے حقوق کے احترام سے ہی سماج میں قیام پیدا ہوتا ہے۔



ایک مسجد میں مل کر بجماعت نمازیں ادا کرنے والے کئی سالوں کی رفاقت کے بعد بھی مختلف المزاج نظر آتے ہیں۔



اگر قبر صاحب مزار کے نام سے موسم ہے تو ہر مزار اپنے صاحب مزار کے رابطے کا ذریعہ نہ تا ہے۔



کچھ لوگوں کو دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ عمل سے نیت کو پہچان سکتے ہیں۔ اسی بے بنیاد دعویٰ کی قطبی نقی کے لئے ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اعمال نیت سے ہیں۔



خالص کی تعریف یہ ہے کہ آپ کے ساتھ اپ سے زیادہ مہربان ہو۔



خدا سے آشنا نہیں جب تک وہ خود آشنا نے راز نہ کر دے۔



ایسی آرزو جس کے حاصل کرنے کی خواہش ہو اور اس کا استحقاق نہ ہو رحمت کے انتظار میں پل جاتی ہے۔



حاکم ایں ہوتا ہے، اور مکوم اطاعت شعار، دونوں خدا کے قریب ہیں۔ بشرطیہ دونوں خدا کے قریب ہوں۔



اگر غربتی سکون میں نہیں، اور غربتی کے باوجود غریب پر یقین کی دولت نازل نہیں ہوتی تو وہ غربتی عذاب ہے۔



نبوت اخلاق کا نتیجہ نہیں، اخلاق نبوت کی عطا ہے۔



وہ جنت جس میں اپنے علاوہ کوئی نہ ہو، دو زخ سے بدتر ہے۔



طاقتو رانسان کمزہ رانساؤں کی عنایت کا نام ہے۔



خالق کا ہر عمل خالق کی طرح محترم اور معزز ہے۔



یقین کے ساتھ اٹھایا ہوا پہا اقدم جو جانب منزل ہو، وہ بی منزل ہے۔



بے لس انسان کا سجدہ بھی بے نہیں کاغذ لاج ہے۔



بے رنگ زمین میں ہم بے رنگ چیز بوتے ہیں۔ اسے بے رنگ پائی دیتے ہیں، اور پھر کچھ بھی عرصہ بعد اس سے رنگ، رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔



جوڑ رہا ہوتا ہے، درحقیقت وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔



رشوت کی دولت سے اگر حج کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی ہی نہیں، اس کے انظام کے خلاف بغاوت ہے۔



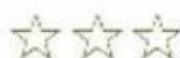
اگر الہیات کو اخلاقیات سے نکال دیا جائے تو تہرانی کے جرائم، جرائم ہی نہیں رہیں گے۔



بے شمار لوگ محنت کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں اور کوئی چکی ان کے لئے آنا نہیں پہنچتی۔



ذاتی مقصد، ملی مقصد سے متصادم ہو تو بھی بے معنی اور دینی مقصد سے مختلف ہو تو بھی بے مقصد۔



مصنفین اپنی کتابوں کی شکل میں اپنے مرنے کے بعد بھی اپنے چاہنے والوں کی انابریری میں محفوظ رہتے ہیں۔



قرآن کے الفاظ قرآن کے علاوہ ہوں تو قرآن نہیں، الفاظ خدا کے ہوں تو قرآن ہے۔ بنی ملائکۃ کے الفاظ حدیث ہیں۔



جب تک کوشش کی محرومیاں سمجھ میں نہ آئیں نصیب کو نہیں سمجھا جاستا۔ کوشش کامیاب ہو جائے تب بھی بد نصیب انسان ناکام ہو جاتا ہے۔



ماں باپ کے حکم کی اطاعت حضور ﷺ کے فرمان اور اللہ کے فرمان کے میں مطابق ہے۔



وہ شخص مر گیا جو کسی کے دل میں نہ رہا۔ آدمی کب مرتا ہے۔ جب دل سے ارتتا ہے۔ زندہ کب ہوتا ہے جب دل میں ارتتا ہے۔



ایسا کوئی نہیں ملے گا۔ جو اسلام کی ایسی تعریف پیش کرے۔ جس سے سارے پاکستانی مسلمان ثابت ہو جائیں۔ ناممکن ہے آدھے لوگ تو ضرور کافر ثابت ہوتے ہیں۔



مسلمان وہ ہے جو ہندو کی زگاہ میں مسلمان ہو۔



اے مالک تو ہمیں وہ زندگی دے کہ ہم بھی خوش رہ سکیں اور تو بھی ہم پر راضی رہے۔



آج کا انسان صرف مکان میں رہتا ہے۔ اس کا گھر ختم ہو گیا ہے۔



فرشتوں اور جنوں کے پاس عبادت تو ہے۔ لیکن محبت اور عشق کی مستقی انسان کا نصیب ہے۔



خودشناصی نہ ہو تو خداشناصی کا عمل ممکن بی نہیں۔



ہم چارہ سازوں کے چنگل میں ہیں قائدین کے زرخے میں آگئی ہے قوم۔۔۔ خدا الیڈر
وں سے بچائے۔۔۔ خدا الیڈر سے ملائے۔۔۔



جو لوگ صحیح بولیں تو جھوٹ ہے۔۔۔ وہ کوئی صحیح فیصلہ کریں تو بھی غلط ہے۔۔۔ وہ کسی
صحیح منزل کی نشان دہی کریں۔۔۔ تو بھی نتیجہ غلط ہو گا۔



ہمارے پیشے ہمارے مرتبے، ہمارے مال، ہمارے اثاثے، ہماری نظرت نہیں بدل سکتے، کمینہ کمینہ ہی ہو گا۔ خواہ وہ کہیں بھی فائز ہو۔ حقیقی ہو گا، خواہ وہ غریب ہو۔



طاقتور آدمی دوسروں کے حقوق ادا کرتا رہے تو طاقتوری رہے گا۔ حقوق ادا نہ کرنے والا ظالم کہا جائے گا۔ اور ظالم سے طاقت چھمن جائے گی۔ یہ قدرت کا اصول ہے۔



یونان نے روم کو فتح کر لیا اور رو میوں کی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر فاتح یونانی ان کے شاگرد ہو گئے۔ ان سے سیکھنے لگ گئے۔ فاتح ہونے کے بعد ان کے غام ہو گئے۔



ج تو یہ ہے کہ جس ذات پر نزول قرآن مجید ہو وہ ذات کم نہیں ہے مقدس کتاب سے



نگاہ کا عادک وہ ہے جسے دوسرا کی بیٹی میں اپنی بیٹی نظر آئے، اور جسے اپنے حق سے زیادہ لینے والے بیٹے سے پہلے دوسروں کے حق سے محروم بیٹوں کا خیال آئے۔



اصحیت کرنے والا مغلacz نہ ہو تو انصحیت بھی ایک پیشہ ہے۔



جو لوگ جانتے ہیں ، بتا نہیں سکتے ، اور جو لوگ بتا سکتے ہیں ، شاید
جان نہیں پاتے۔



عبادت وہ ہے جو معبود کو منظور ہو جائے ، ورنہ کروڑوں سال کی عبادت ایک سجدہ نہ
کرنے سے ضائع ہوتی دیکھی گئی۔



تو بہ کر لی جائے تو ایک اچھے وقت کا آغاز ہو ستا ہے۔



اپنے کی ذات اقدس ترین انبیاء کرام اور مصلحین عالم میں واضح طور پر اس نے ممتاز ہے کہ اپنے کامل اپنے کے علم کا شہید ہے۔



میری میز پر ایک رنگ برلنگ بجے سجائے اخبار کی خاطر دنیا کتنے حادثات سے گزر جاتی ہے۔



جو یہ نہ ان بکا، اسے وہ بننا پڑا۔



ہم دوستوں کے دوستوں کو دوست سمجھتے ہیں۔ اور انکے دشمن کو دشمن، حالانکہ ہمارا، ان سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔



زندگی کے ڈرامے میں اس سکھیل کا مصنف وہ چاہے جو ڈرامے کو سکھیل تک پہنچا دے۔



جو ایک نے حبیا وہ دوسرے نے پایا۔



عجیب بات ہے کہ جسے ایک انسان تلاش کرتا۔ وہ مر اسی سے نجات چاہتا ہے۔



اب بھی دنیا کی امید اور انسان کے مستقبل کا امکان تہذیب ہشرق میں ہے۔



سمندر میں رہنے والی پچھلی جب تک پانی میں ہے، پانی کو نہیں دیکھ سکتی، پانی سے جدا ہو کے پانی کو دیکھنے تو زندہ نہیں رہ سکتی۔



زندگی کے جواز تلاش نہیں کیے جاتے ہر فر زندہ رہا جاتا ہے۔ زندگی گزارتے چلے جاؤ جواز مل جائے گا۔



آج بھی اس بے جان زمین میں جب کوئی مردہ بطور امانت دُن کیا جاتا ہے۔ تو وہ محفوظ رہ جاتا ہے۔



ہم زندگی کے طویل سفر کی صعوبتیں اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور انجام کا ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے کل سفر، گھر سے قبرستان تک ہی کیا ہے۔



ما جائز مانیوں سے بنے محاذ پر کھو دینا کہ یہ اللہ کے فضل سے بنا ہے، ایک قلم ہے۔



نہ ہب دراصل اخلاقیات میں الہیات کا شامل ہونا ہے۔